فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ. (البيّنة:۳)

سلسلہ رسائل سیوطی: 1

مجموعہ

رسائلِ سیوطی

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے علمی و تحقیقی نوادرات

پر مشتمل سات بصیرت افروز رسائل کا مجموعہ

ترجمہ : تحقیق : تخریج

علامہ محمد شہزاد مجدّدی سیفی

دارُالاخلاص لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	مجموعہ رسائل سیوطی
مصنف	الحافظ الامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
ترجمہ وتخریج	علامہ محمد شہزاد مجددی
اشاعت اول	جمادی الاولی ۱۴۳۲ھ بمطابق اپریل ۲۰۱۱ء
صفحات	۱۶۰
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	۱۴۰/- روپے
زیر اہتمام	دارالاخلاص (مرکز تحقیق اسلامی) ۴۹ ریلوے روڈ لاہور

EMail:msmujaddidi@yahoo.com

رابطہ: 300-9436903 - 042-37234068

ملنے کے پتے:

۱-دارالاخلاص (مرکز تحقیق اسلامی) ۴۹ ریلوے روڈ نزد چوک برف خانہ لاہور
۲-آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف (لکھوڈیر) ۳-مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
۴-مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور ۵-مکتبہ قادریہ گنج بخش روڈ لاہور
۶-دارالعلم، دربار مارکیٹ نزد دستا ہوٹل، ۷-مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ نزد دستا ہوٹل،
۸-مکتبہ محمدیہ سیفیہ، راوی ریان ۹-جامع مسجد نور، پنجاب سوسائٹی غازی روڈ، لاہور
۱۰-مکتبہ دارالاسلام، دکان نمبر ۵ جیلانی سنٹر احاطہ شاہد ریاں، اردو بازار، لاہور

انتساب

ائمہ حدیث

کے رتجگوں

کے نام

فہرست مندرجات

۱۔	گزارش		۵
۲۔	احوال مؤلف		۷
۳۔	عصمت نبوی	(عقائد)	۲۱
۴۔	الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق	(عقائد)	۳۷
۵۔	الروض الانیق فی فضل الصدیق	(فضائل ومناقب)	۶۱
۶۔	اصول الرفق فی الحصول علی الرزق	(اذکار)	۹۷
۷۔	بلوغ المآرب فی قص الشوارب	(فقہ)	۱۲۳
۸۔	القول الاشبہ	(تصوف)	۱۳۷
۹۔	رسالہ سلطانیہ	(آداب)	۱۴۵

گزارش

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ آسمان علم و حکمت کا ایسا نیر تاباں ہے جس کی نور بار شعاعوں سے جہان معرفت و حکمت جگمگا رہا ہے۔ آپ کے قلب مصفا اور نفس زکیہّ سے پھوٹنے والے علوم و فنون کے سوتے جب رشحاتِ قلم بن کر صفحۂ قرطاس پر بکھرتے ہیں تو کبھی علم تفسیر کے گہر ہائے آب دار "الدر المنثور" دکھائی دیتے ہیں تو کبھی علم و حکمت کے یہی موتی "اسباب النزول" کے نگینوں میں ڈھلتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی فکرِ رسا جب علم القرآن کے افلاک کی جانب محوِ پرواز ہوتی ہے تو "الاتقان فی علوم القرآن" سے "معترک الاقران" تک جاتی ہے۔

اسی عالم محویت و حضوری میں امام سیوطی جب مدینۂ علم الحدیث میں پہنچتے ہیں تو عشق و عرفان کے مفاہیم کونت نئے آفاق دکھاتے جاتے ہیں۔ "الجامع الصغیر" کے مدارج طے کرتے ہوئے "الجامع الکبیر" کی منزلوں پر فائز ہوتے ہیں۔ اسی دوران "تدریب الراوی" اور "صحاح ستہ کی شروح" کے چشموں سے تشنگانِ علوم کی پیاس بجھاتے چلے جاتے ہیں۔ الغرض "اللآلی المصنوعہ" سے لے کر "الدرر المنثورہ" تک علم و فن کے موتی رولتے چلے جاتے ہیں۔ آخر ان کا مداح ان کے کمالات علمی و فقہی کی داد دیتا ہوا "الحاوی للفتاوی" میں شامل مختصر رسائل کے مندرجات و مشتملات پر نگاہیں جمائے بحرِ حیرت میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ علم تصوف و طریقت اور ادبیات عربی کے حوالے سے بھی وہ اصول و نحو اور بیان و بدیع کے میدان میں درجۂ امامت پر متمکن نظر آتے ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ اہل حضوری محدثین اور صاحب نسبت شاذلی صوفیہ میں سے ہیں اپنے جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے انہوں نے منظوم نذرانہ ہائے نعت بھی ممدوح کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ الغرض مختلف علوم وفنون پر مبنی پانچ سو سے زائد تصانیف وتالیفات کا ذخیرہ حضرت خاتمۃ الحفاظ نے اپنے علمی ورثہ کے طور پر امت مسلمہ کے علماء کے لئے چھوڑا ہے۔ جس میں سے چند نوادرات پیش نظر "مجموعۂ رسائل" میں شامل ہو کر ہفت رنگ ارمغان علمی کا پیکر لئے اہل علم کے سامنے جلوہ گر ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

احوالِ مؤلف از مترجم

امام ابوالفضل جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۂ اللہ

(۸۴۹ـ۹۱۱ھ)

حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر قدس سرۂ العزیز (۸۴۹ـ۹۱۱ھ) مسلکاً سنّی ،مذہباً شافعی، مشرباً صوفی (شاذلی) اور مسکناً سیوطی (مصری) تھے۔ یکم رجب اتوار کی شام (بعد مغرب) افقِ قاہرہ پر ابھرنے والے اس ماہتاب علوم نے اپنی چاندنی سے جہالت و تعصب کی تاریکیوں کو منتشر کر دیا۔ حالت یتیمی میں پروان چڑھنے والے اس نونہال نے امت مسلمہ کی علمی و دینی کفالت کا بیڑا اُٹھایا اور آج تک تشنگانِ علوم و فنون ان کے علمی چشمۂ صافی سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

حب الوطن من الایمان ۔۔۔۔ کے جذبے سے حضرت خاتم الحفاظ نے اپنے وطن ''اُسیوط'' یا ''سیوط'' کے تعارف پر مبنی ایک رسالہ ''المضبوط فی اخبار اُسیوط'' بھی لکھا ہے۔ اگرچہ اسیوط کے فخر و تعارف کے لیے خود حضرت مؤلف جیسا بطلِ جلیل اور علم و فن کا کوہ ہمالہ ہی کافی تھا۔ آپ کے والد گرامی کمال الدین ابوبکر علیہ الرحمہ ایک صوفی منش عالم دین اور بزرگ شخصیت تھے اور معاصر اہل علم سے انہیں تعلق خاطر تھا۔ چنانچہ بچپن ہی میں اپنے والد کی وساطت سے امام سیوطی علیہ الرحمہ کو صوفیہ کرام، علماء اور محدثین کی زیارت کا شرف حاصل رہا، آپ خود لکھتے ہیں:

''میرے والد اپنی زندگی میں مجھے شیخ محمد المجذوب (علیہ الرحمہ) کی خدمت میں

لے جاتے تھے جو اس زمانے کے کبار اولیاء میں سے تھے۔ وہ حضرت سیدہ نفیسہ (رضی اللہ عنہا) کے مزار کے جوار میں رہتے تھے۔ انہوں نے میرے لیے برکت کی دعا کی تھی"۔ اسی طرح آپ کی عمر تین سال تھی کہ حضرت والد انہیں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (علیہ الرحمہ) کی زیارت کے لیے ان کی مجلس میں لے گئے۔ اسی کم سنی میں انہیں محدث عصر شیخ زین الدین رضوان العتبی کی مجلس بھی نصیب ہوئی اور پھر انہوں نے شیخ سراج الدین عمر الوردی سے تعلیم حاصل کی اور متعدد علماء و مشائخ سے اکتساب علم میں مشغول رہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں یتیمی کی حالت میں پروان چڑھا اور میری عمر ابھی آٹھ سال پوری نہیں تھی کہ میں نے قرآن پاک حفظ کیا، پھر میں نے "العمدہ"، منھاج الفقہ، اصول اور الفیہ ابن مالک جیسی کتب بھی حفظ کر لیں۔

صفر ۸۵۵ھ میں جب آپ کے والد کی وفات ہوئی تو ان کی وصیت پر عظیم حنفی فقیہ علامہ شیخ کمال الدین ابن ہمام (صاحب فتح القدیر، رحمہ اللہ تعالیٰ) نے سیوطی (علیہ الرحمہ) کی علمی و عملی سرپرستی فرمائی اور ان کی تربیت کا فریضہ سرانجام دیا۔

علمی اسفار

امام سیوطی (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں:

"الحمدللہ تعالیٰ میں نے طلب علم میں شام، حجاز، یمن، ھند، مغرب اور تکرور کا سفر کیا ہے، جبکہ بقول علامہ سخاوی (الضوء اللامع) انہوں نے اندرون مصر میں بھی فیوم، دمیاط اور محلّہ کے سفر کیے اور مکہ مکرمہ میں آب زمزم پیتے ہوئے دعا کی، اللہ تعالیٰ فقہ میں انہیں شیخ سراج الدین البلقینی اور علم حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی کے مرتبہ پر فائز فرمائے۔

آپ کے اساتذہ وشیوخ

علامہ سیوطی (علیہ الرحمہ) نے کثیر اساتذہ ومشائخ سے علم حاصل کیا اوران کے اسماء پرمبنی ایک معجم بھی تیار کی، جن کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔

خود فرماتے ہیں: "میں نے تحصیل علم کا آغاز تقریبا ۸۶۴ھ میں کیا اور فقہ ونحو کے اسباق شیوخ کی ایک جماعت سے پڑھے اور علم میراث وفرائض "فرضی زمانہ" شیخ شہاب الدین الشارمساحی (علیہ الرحمہ) سے سیکھا جو معمر تھے اوران کی عمر سو سال سے زیادہ بتائی جاتی تھی۔ میں نے "المجموع" پران کی شرح کی قرأت ان کے سامنے کر کے اجازت حاصل کی۔

۸۶۶ھ میں مجھے علوم عربیہ کی تدریس کی اجازت ملی اور اسی سال میں نے پہلی کتاب تالیف کی اور یہ پہلی کتاب تھی جو "شرح استعاذہ وبسملہ" کے موضوع پر میں نے ترتیب دی، اسے میں نے اپنے استاذِ گرامی شیخ الاسلام علم الدین البلقینی (علیہ الرحمہ) کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے اس پر تقریظ لکھی ۔ تحصیل فقہ کے لیے میں ان سے ان کی وفات تک وابستہ رہا، ایسے ہی ان کے والد گرامی کی خدمت میں رہ کر بھی "التدریب" سے کچھ اسباق پڑھے۔ پھر "الحاوی الصغیر" کا کچھ حصہ "المنھاج" ابتداء سے کتاب الزکاۃ تک اور "التنبیہ" ابتداء سے باب الزکاۃ تک پڑھی اور "الروضہ" کے باب القضاء سے کچھ حصہ پڑھا، امام زرکشی کے "تکملہ شرح المنھاج" کا کچھ حصہ اوراحیاء الموات سے الوصایا تک یا اس کے قریب کچھ اسباق پڑھے۔ ۸۷۶ھ میں انہوں نے مجھے تدریس وافتاء کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ۸۷۸ھ میں ان کے وصال کے بعد میں نے شیخ الاسلام شرف الدین المناوی کی خدمت میں حاضر رہ کر "المنھاج" کا کچھ حصہ پڑھا، اور سوائے چند اسباق جو

حصہ لیا اور مجالس میں سماعت کی اور "شرح البهجه" اس کے حواشی اور تفسیر بیضاوی

کے دروس کا سماع کیا۔

علم حدیث وعربیہ میں حضرت الاستاذ امام علامہ تقی الدین الشملی حنفی کی خدمت میں چار سال رہ کر استفادہ کیا۔ اور انہوں نے میری تالیفات "جمع الجوامع" اور "شرح الفیہ ابن مالک" پر تقریظ رقم فرمائی اور کئی بار علوم میں میری مہارت تامہ اور علوم عربیہ میں ظاہری و باطنی سبقت پر گواہی دی۔ اور حدیث کے معاملہ میں میرے معنوی توجہ دلانے پر میرے قول کی طرف رجوع کیا، ایک بار انہوں نے "شفاء" کے اوپر اپنے حواشی میں معترض کے حوالے سے ابو الحمراء کی حدیث بحوالہ ابن ماجہ نقل کی تو میں نے ان کی نقل و حوالے کے مطابق ان کی سند کے ساتھ سنن ابن ماجہ کو ان کے گمان کے مطابق کھول کر دیکھا تو مجھے وہ حدیث نہیں ملی، میں نے پوری کتاب کھنگال ماری لیکن حدیث نہ ملی، آخر تیسری بار دیکھا لیکن وہ حدیث نہ ملی۔ آخر میں نے اسے ابن قانع کی "معجم الصحابہ" میں پڑھا، پھر میں شیخ کی خدمت میں گیا اور انہیں آگاہ کیا تو انہوں نے یہ ماجرا مجھ سے سنتے ہی اپنا نسخہ اٹھایا اور قلم پکڑ کر لفظ "ابن ماجہ" کو کاٹ دیا اور ابن قانع کا لفظ حاشیہ پر لکھ دیا تو اس پر مجھے گرانی محسوس ہوئی اور اپنے دل میں شیخ کے احترام کے سبب میں نے خود کو ملامت کرتے ہوئے کہا: الا تصبرون لعلكم تراجعون ؟ یعنی کیا تم صبر نہیں کر سکتے تھے کہ شاید تم رجوع کر لیتے۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں: میں نے تو اپنے اس قول (ابن ماجہ) میں برھان الدین حلبی کی تقلید کی تھی۔ میں شیخ سے ان کے وصال تک جدا نہیں ہوا۔

(شیخ الکافیجی کی خدمت میں)

آپ فرماتے ہیں: میں نے چودہ سال اپنے استاذ علامہ محی الدین الکافیجی (علیہ

الرحمہ) کی خدمت میں گزارے اوران سے تفسیر، اُصول، لغت عربی اور معانی وغیرہ جیسے فنون حاصل کئے اور انہوں نے مجھے شان دار اجازتوں سے نوازا۔ پھر میں نے شیخ سیف الدین الحنفی (علیہ الرحمہ) کی خدمت میں پہنچا اور کشاف، توضیح اور اس کے حواشی مع ''تلخیص المفتاح'' اور ''حاشیہ عضد'' کا درس حاصل کیا۔ پھر ۸۶۶ھ میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا اور اب تک (وفات سے بارہ سال پیشتر) میری تالیفات کی تعداد تین سو تک پانچ چکی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مجھے سات علوم میں مہارت تامہ عطا کی گئی ہے، تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بدیع اور بیان بطریق بلغاء عرب نہ کہ عجمی اور اہل فلسفہ کے طریق پر، ان کے علاوہ اصول الفقہ، مناظرہ اور تعریف، انشاء، ترسل اور فرائض (میراث) ان کے علاوہ ''علم القرأت'' جو میں نے کسی شیخ سے نہیں سیکھا، اس کے علاوہ ''علم طب''۔ البتہ ''علم الجبراء'' میرے لیے بہت مشکل رہا اور میں نے اسے اپنے ذہن سے دور ہی رکھا تو جب بھی میں کوئی ایسا مسئلہ دیکھتا ہوں جو اس سے متعلق ہو تو گویا مجھے پہاڑ اٹھانے کو کہہ دیا گیا ہو۔ طالب علمی کی ابتداء میں، میں نے ''علم منطق'' پڑھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کا مکروہ پن القا فرما دیا، پھر میں نے سنا کہ امام ابن الصلاح نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے تو اس وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض مجھے ''علم الحدیث'' سے نوازا۔ اور جہاں تک میرا یقین ہے کہ ان سات علوم میں جس مرتبہ تک میں پہنچا ہوں سوائے فقہ اوران عبارات کے جن سے مجھے آگاہ کیا گیا ہے، کوئی اوران تک نہیں پہنچا اور نہ ہی میرے اساتذہ میں سے کوئی ان پر آگاہ ہوا ہے، سوائے ان بزرگوں کے جو اُن سے پہلے گذرے ہیں۔ البتہ ''فقہ'' کے معاملے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا، بلکہ میرے شیخ اس میں مجھ سے زیادہ وسعتِ نظر اور مہارت رکھتے تھے۔

خلوت وگوشہ نشینی

علامہ نجم الدین الغزی کہتے ہیں:

علامہ سیوطی کی عمر جب چالیس سال ہوئی تو انہوں نے عبادت اور یادالٰہی میں مشغولیت اور حضوری کو اختیار کرتے ہوئے دنیا اور اہل دنیا سے تعلق کو ترک کر دیا جیسا کہ وہ انہیں جانتے ہی نہیں اور تدریس وافتاء کو چھوڑ کر تصنیف وتالیف کا آغاز کر دیا اور دریائے نیل کے جزیرہ ''روضۃ المقیاس'' میں ساعتِ وصال تک مقیم رہے۔

علامہ سیوطی (علیہ الرحمہ) اہل حضوری بزرگوں میں سے تھے اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے خصوصی نوازشات والتفات سے بہرہ ور تھے، فرماتے ہیں:

''اب تک حالت بیداری میں پچھتر بار زیارت سے نوازا گیا ہوں اور محدثین کی بیان کردہ احادیث کی تصدیق وتصحیح کے لیے صاحب حدیث سے رجوع کرتا ہوں اور اس علمی وروحانی ضرورت کے باعث اہل اقتدار، حکمرانوں اور اُمراء کی مجالس میں شرکت سے اس خدشے کے تحت گریز کرتا ہوں، کہ یہ سلسلہ عنایات رک نہ جائے''۔ پیش نظر ''مجموعہ رسائل'' میں شامل ''رسالہ سلطانیہ'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے انہیں "شیخ الحدیث اور شیخ السُنّة "کے القابات سے بھی نوازا گیا۔

علم حدیث کے ماہرین کے مطابق آپ ''خاتم الحفاظ'' یعنی ''علم حدیث'' کے قواعد کے مطابق آخری حافظ الحدیث ہستی ہیں۔ جب کہ ماہرین اصول حدیث کے مطابق ''حافظ الحدیث'' کو کم از کم ایک لاکھ احادیث مع اسناد واحوال رواۃ زبانی یاد ہوتی ہیں۔

حضرت امام نے اقتدار کی گردشیں، سیاسی نشیب وفراز اور جبر وتشدد کا دور بھی دیکھا تھا۔ دس سے زیادہ سلاطین کا دور اقتدار آپ نے دیکھا اور تین بادشاہ ایک ہی سال میں

یکے بعد دیگرے مسندِ اقتدار پر براجمان ہوتے بھی دیکھے۔

(۱) ملک الظاھر ابونصر المویدی (۲) ابوسعید تمر بغا الظاہری

(۳) ملک الاشرف قایتبای المحمودی۔

اقتدار کی ہوس اور حکمرانی کے حصول کے لیے ان سلطانی جھگڑوں سے ملوث فضا میں آپ نے اپنے دامن کردار کو شفاف رکھا حکمرانوں، سلطانوں اور ان کے حاشیہ برداروں کی کاسہ لیسی سے محفوظ رہے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

آپ کچھ عرصہ منصب قضاء پر بھی فائز رہے، افتاء و تدریس کے فرائض بھی سر انجام دیئے لیکن آخر خلوت کو اختیار کیا اور عمر بھر خدمت دین میں مشغول رہے، بایں ہمہ معاصر علماء و اہل قلم کی لغزشوں پر گرفت بھی کی اور موقع و محل کی مناسبت سے ان کے غلط نظریات کا مدلل رد بھی کیا۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ پیش نظر مجموعہ رسائل میں شامل رسالہ "**الحبل الوثیق**" بھی اسی سلسلۂ رشد و اصلاح کی ایک کڑی ہے، جس میں آپ نے رافضی پروپیگنڈے سے متاثر ایک عالم کی لغزش علمی و اعتقادی پر گرفت فرمائی ہے۔ آپ کے رسائل "**مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة**" "**تنزیه الانبیاء عن تسفیه الاغبیاء**" "**تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص**" وغیرہ ایسے ہی سلسلہ ردود کی مضبوط کڑیاں ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ کثیر التصانیف علماء میں سے ہیں۔ آپ عمر بھر مجرّد رہے اور قیل و قال حبیب ﷺ ہی کو حرز جاں بنائے رکھا، صرف تفسیر و علوم القرآن کے حوالے سے آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک سو تک پہنچتی ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند اہم تصانیف وتالیفات کی مجمل فہرست درج ذیل ہے۔

کتب تفسیر وعلوم القرآن

۱۔ ترجمان القرآن فی التفسیر المسند .(مطبوعہ، قاہرہ ۱۳۱۴ھ)

۲۔ الدّر المنثور فی التفسیر المأثور . (مطبوع)

۳۔ مفحمات الأقران فی مبہمات القرآن . (مطبوع)

۴۔ لباب النقول فی أسباب النزول. (مطبوع)

۵۔ تفسیر جلالین . (مطبوع)

۶۔ معترک الاقران فی اعجاز القرآن . (مطبوع)

۷۔ الاتقان فی علوم القرآن .

۸۔ قطف الا زهار فی کشف الاسرار .

۹۔ المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب.

۱۰۔ الا کلیل فی استنباط التنزیل .

۱۱۔ التحبیر فی علوم التنزیل .

ان کے علاوہ مجمع البحرین، نامی تفسیر کا آغاز کیا جو مفقود ہے، جبکہ بیسیوں رسائل علوم القرآن سے متعلق مطبوع ومخطوط موجود ہیں۔

علوم الحدیث

۱۔ کشف المغطی فی شرح الموطا .

۲۔ اسعاف المبطا برجال الموطا .

۳۔ التوشیح علی الجامع الصحیح .

٤- الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج.

٥- مرقاة الصعود الى سنن ابى داود .

٦- شرح سنن ابن ماجه .

٧- تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى .

٨- قطر الدرر شرح نظم الدرر فى علم الأثر.

٩- التهذيب فى الزوائد على التقريب .

١٠- عين الاصابة فى معرفة الصحابه .

١١- كشف التلبيس عن قلب اهل التدليس .

١٢- توضيح المدرك فى تصحيح المستدرك .

١٣- الآلى المصنوعة فى الاحاديث الموضوعة .

١٤- النكت البديعات على الموضوعات .

١٥- الذيل على القول المسدد.

١٦- القول الحسن فى الذب عن السنن .

١٧- لب الالباب فى تحرير الانساب .

١٨- تقريب الغريب .

١٩- المدرج الى المدرج.

٢٠- تذكرة المؤتسى بمن حدث ونسى.

٢١- تحفة النابه بتلخيص المتشابه.

٢٢- الروض المكلل والورد المعلل فى المصطلح .

٢٣- منتهى الآمال فى شرح حديث انما الاعمال.

٢٤- المعجزات والخصائص النبوية .

٢٥- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور.

فقہ واصول فقہ

١- الازهار الفضة فى حواشى الروضة .

٢- الحواشى الصغرى.

٣- مختصر الروضة و يسمى القنية .

٤- مختصر التنبيه و يسمى الوافى .

٥- شرح التنبيه .

٦- الاشباه والنظائر.

٧- اللوامع والبوارق فى الجوامع والفوارق.

٨- شرحه و يسمى رفع الخصاصة .

٩- الاجزاء المفردة فى مسائل مخصوصة على ترتيب الابواب .

١٠- الذفر بقلم الذفر .

١١- المستطرفة فى احكام دخول الحشفة.

١٢- السلالة فى تحقيق المقر والا ستحالة .

١٣- الروض الاريض فى طهر المحيض .

١٤- بذل العسجد لسؤال المسجد.

١٥- الجواب الحزم عن حديث التكبير جزم .

١٦- القذاذة فى تحقيق محل الاستعاذة.

١٧- میزان المعدلة فی شان البسملة.

١٨- جزء فی صلاة الضحی.

١٩- المصابیح فی صلاة التراویح .

٢٠- بسط الکف فی اتمام الصف.

٢١- اللمعة فی تحقیق الرکعة لادراک الجمعة.

علم نحو عربی زبان وادب

١- البهجة المرضیة فی شرح الالفیة .

٢- الفریدة فی النحو و التصریف و الخط .

٣- النکت علی الالفیة والکافیة والشافیة و الشذور والنزهة.

٤- الفتح القریب علی مغنی اللبیب .

٥- شرح شواهد المغنی .

٦- جمع الجوامع .

٧- همع الهوامع علی جمع الجوامع .

٨- شرح الملحة.

٩- مختصر الملحة.

١٠- مختصر الالفیة و دقائقها.

١١- الأخبار المرویة فی سبب وضع العربیة.

١٢- المصاعد العلیة فی القواعد النحویة .

١٣- الاقتراح فی اصول النحو و جدله.

علم اصول، بیان اور تصوف

۱- شرح لمعة الاشراق فی الاشتقاق.

۲- الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع.

۳- شرحه.

۴- شرح الکوکب الوقادفی الاعتقاد.

۵- نکت علی التلخیص و یسمی الا فصاح.

۶- عقود الجمان فی المعانی والبیان .

۷- شرحه .

۸- شرح ابیات تلخیص المفتاح.

۹- مختصره .

۱۰- نکت علی حاشیة المطول.

۱۱- حاشیة علی المختصر.

۱۲- البدیعیة.

۱۳- شرحها.

علم تاریخ

تاریخ سے متعلق السیوطی کی تین تصانیف ہیں:

(۱) ایک کتاب دنیا کی عام تاریخ پر جس کا نام "بدائع الزهور فی وقائع الدهور" ہے۔ قاہرہ میں ۱۲۸۲ھ وغیرہ میں چھپ چکی ہے۔ (۲) ایک کتاب خلفاء کی تاریخ پر تاریخ "الخلفاء" طبع S.Lee و مولوی عبدالحق، کلکتہ ۱۸۵۷ء قاہرہ ۱۳۰۵ھ و ۱۹۱۳ء لاہور

(bill. Ind. H.S . Garret ۱۸۷۰ و ۱۸۸۷ء دہلی ۱۳۰۶ھ، مترجمہ کلکتہ ۱۸۸۱ء اور (۳) ''تاریخ مصر'' جس کا نام حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهره، طبع سنگی قاهره ۱۸۶۰ء (؟) پھر قاہرہ ۱۲۹۹ھ/۱۳۲۱ھ) ہے۔ سیر وتراجم کے سلسلے میں'' بغیۃ الوعاۃ'' کے علاوہ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے، انہوں نے ایک کتاب ''طبقات المفسرین'' (طبع A. Meursinge، لائڈن ۱۸۳۹ء تالیف کی جس میں مفسرین کے تراجم جمع کیے۔ الذہبی (م ۷۴۸ھ/۱۳۴۸ء) کی ''طبقات الحفاظ'' کا خلاصہ بھی لکھا، طبع وسطفلٹ F.Wustenfeld، گوٹنگن ۱۸۳۳ء تا ۱۸۳۴ء)، [پھر بطور ذیل بعد کے حفاظ کے حالات کا اضافہ کر دیا۔ یہ اضافات ذیل ''طبقات الحفاظ'' کے نام سے ایسے ہی تین ذیول کے مجموعے میں دمشق سے ۱۳۴۷ھ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس مجموعہ ''الذیول الثلاثہ'' میں السیوطی کے ذیل کے علاوہ الحافظ ابوالمحاسن الحسینی الدمشقی کا ذیل تذکرۃ الحفاظ اور الحافظ تقی الدین محمد بن فہد المکی کا ذیل ''طبقات الحفاظ'' بھی شامل ہیں]۔ علاوہ ازیں امام سیوطی نے سیر وتراجم پر ایک اور مفید کتاب بنام'' نظم العقیان فی اعیان الاعیان ''(طبع Hitti، نیویارک ۱۹۲۷ء بھی تصنیف کی جس میں نویں صدی ہجری کے عالم اسلامی کے دوصد مشاہیر کے مختصر حالات درج ہیں۔

تحقیق تاریخ وفات

بعض معاصر اہل قلم اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار نے آپ کی تاریخ وفات ۱۸ جمادی الاول ۹۱۱ھ/۱۷ اکتوبر ۱۵۰۵ء لکھی ہے۔ اسباب الحدیث (مترجم) مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور، کے مقدمہ میں بحوالہ امام شعرانی جمعہ کی رات ۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ لکھا ہے۔ جبکہ تفسیر الدر المنثور (مترجم) مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور کے مقدمہ میں

جمعرات ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ لکھا ہے جو راقم کی دانست میں درست تاریخ وفات ہے۔
علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے بھی الخصائص الکبریٰ (مترجم) کے تقدیم و تعارف میں ۱۸ جمادی الاولیٰ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار کی تقلید میں لکھ دیا ہے۔
اسباب الحدیث (مترجم) کے ابتدائیہ میں مولانا شہباز ظفر عطاری نے آپ کی عمر ۶۳ سال بتائی ہے جو قرین قیاس نہیں ہے۔

علامہ نجم الدین الغزی (شاگرد سیوطی) علیہ الرحمہ نے آپ کی عمر یوں بیان کی ہے۔

" قد استکمل من العمر احدی و ستین سنة و عشرة أشهر و ثمانية عشر يوماً.

ترجمہ: آپ کی عمر پورے اکسٹھ سال، دس ماہ اور اٹھارہ دن تھی۔

رسالہ سلطانیہ کے مرتب و محقق مختار الجبالی نے اکسٹھ سال اور کچھ مہینے عمر بیان کی ہے، اور تاریخ وصال ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ لکھی ہے۔

مزید دیکھئے:

☆ التحدث بنعمة اللہ۔ حسن المحاضرہ (۱/۳۳۵)۔ ☆ بهجة العابدين بترجمة الحافظ جلال الدين . بدائع الزھور (۴/۸۳) ☆ الکواکب السائرہ (۱/۲۲۶)
☆ شذرات الذھب (۸/۵۱) ☆ البدر الطالع (۱/۳۲۸) ☆ الأعلام (۴/۷۱)
☆ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (۱۰/۵۴۰)

لِيَغْفِرَلَكَ اللّٰہ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّر ٥ الفتح: ۲

المحرّر فی قولہٖ تعالیٰ:

لیغفر لک اللّٰہ ما تقدّم من ذنبک وماتأخّر

عصمتِ نبوی ﷺ

(اقوال مفسرین کی روشنی میں)

مؤلف: علامہ امام جلال الدّین سیوطی شافعی رحمہُ اللہ تعالیٰ

(م۔۹۱۱ھ)

مترجم: علامہ محمد شہزاد مجدّدی سیفی

دارالاخلاص لاہور

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

(مقدمہ ناشر)

نَحْمَدُکَ اللّٰھُمَّ وَنصلّی ونسلّم علٰی سیّدنا محمد عبدک
و رسولک وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین ○ امابعد!

پیش نظر نادر رسالہ امام الحافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے علماء متقدمین کے اقوال کو بطور اختصار اور ایک انتہائی اہمیت کے حامل مسئلہ کے بارے میں ان کے موقف کے (روشن) چراغوں کو جمع کیا ہے۔

اس رسالے میں مفسّرین کے اُن اقوال کو بیان کیا ہے۔ جو اس (آیت) کے معنی و مراد کے متعلق وارد ہیں اور جن کے حوالے سے بعض لوگ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں اور جس چیز کی اس آیت سے نفی ہورہی ہے اسے ثابت کرنے کے لیے بڑی تیزی دکھاتے ہیں۔

پھر یہ امام مزاحمت کے لیے اپنے حق کے ساتھ میدان میں آیا اور سابقین کے اقوال کو جمع کر کے پیش کیا اور ان کے ضعف اور وجوہ تردید کو بھی بیان کیا۔ پھر اس آیت کے معنی و مراد کو اپنے اوپر کھلنے والے مضامین کی روشنی میں بیان کر کے ان پر اضافہ کیا اور امام سیوطی کا بیان اس سلسلے میں مومنوں کے سینوں کے لیے نہایت تسلی بخش ہے۔ رہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ذنب کی استغفار کا تقاضا جیسا کہ قرآن پاک میں وارد ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ ۔تو یہ بھی اس رسالہ میں زیر بحث مسئلہ کی قبیل سے ہے۔

علامہ آلوسی نے اس کا جواب ''روح المعانی'' (ج ۲۴: ص ۷۷) میں دیا ہے۔

کہتے ہیں:

''یعنی، معاملات دینیہ کی طرف متوجہ رہ کر کبھی کبھار ہو جانے والے تجاوز کی تلافی کرو جو تمہاری طرف نسبت کے باعث گناہ شمار ہونگے۔ حالانکہ (دراصل) وہ گناہ نہیں ہیں۔

علامہ آلوسی نے یہ بھی کہا: ایک قول یہ بھی ہے کہ:

''اپنی اُمت کے ان گناہوں سے استغفار کیجئے، جو ان سے آپ کے حق میں سرزد ہوئے ہیں۔

دستیاب کتابوں میں اس مسئلہ کے بارے میں جسے یہاں امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اس طرح واضح کیا ہے، بلا قید حصر سوائے ہمارے علامہ السید محمد علوی المالکی الحسنی کے دست حق پرست کی تحریر کے کوئی (قابل ذکر) مواد نہیں ملتا۔

علامہ علوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم الانسان الکامل'' (ص: ۹۹) میں حضور علیہ السلام کی ذات پاک کی طرف گناہ کی نسبت اور اس آیۃ کے معنی کے حوالے سے بات کی ہے۔ انہوں نے علماء سابقین کے اس مسئلہ میں ارشاد فرمودہ اقوال کا خلاصہ کیا ہے، اور اسے اپنی کتاب کے مباحث میں مستقل بحث کا حصہ بنایا ہے اور پھر اپنے اس قول کے ساتھ ان اقوال کا تعاقب کیا ہے۔

البتہ اللہ تعالیٰ کا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (اس کی تعمیل میں) الحاح وزاری کرنا، مناجات اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرنا، یہ سب آپ کا کمال تواضع ہے، اور آپ کی عبودیت کاملہ کے اقرار کی علامت ہے۔ اور اپنے رب کی طرف احتیاج، اور اس کی طرف فقیرانہ توجہ اور اس کے فضل سے عدم

استغناء کی وجہ سے ہے اور یہ کہ اپنے رب کی نوازشات پر آپ کو کوئی گھمنڈ نہیں ہے۔

اور اس میں امت کے لیے تعلیم ہے تا کہ وہ آپ کی اقتدا اور پیروی کریں اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے دوامِ عمل کے ساتھ کامل شکر کے جذبات بھی ہیں۔

ہمارے اس رسالے کا اصل قلمی نسخہ مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ میں (۲۶۴۶) نمبر مطابق (۶۷/ب الی ۲۹/۱ء) کے تحت محفوظ ہے۔ خط اس کا معتدل ہے اور فی صفحہ ۲۵ سطریں ہیں۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ جل مجدہ' کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ وہ اس رسالے کی اشاعت کو خالصتاً اپنی رضا اور اپنے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے بنادے اور اس کی اشاعت کے ثواب کو میرے والدین میرے مشائخ اور مجھ پر فضیلت رکھنے والے بزرگوں کے اعمال ناموں میں درج فرمادے۔ بے شک وہ سننے والا ہے، قریب اور مجیب ہے۔

وصلی اللہ وبارک وأنعم علی سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

حسین محمد علی الشکری

مدینۃ المنورۃ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسّلام علیٰ رسول اللّٰہ ﷺ

قولہ تعالیٰ: ((لِيَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَاتَاَخَّر۔الخ))

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں جن میں سے بعض مقبول ہیں، بعض مردود ہیں اور بعض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت قبل از نبوت اور بعد از نبوت پر دلیل قاطع موجود ہونے کے سبب ضعیف ہیں۔

امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں کہتے ہیں:

علماء کے اس میں مختلف اقوال ہیں، جن میں سے بعض کی تاویل لازم ہے اور بعض کی تردید واجب ہے۔

پہلا قول:

اس آیت (میں ذنب) سے مراد ہے جو کچھ دور جاہلیت میں سرزد ہوا یہ مقاتل کا قول ہے۔

امام سبکی فرماتے ہیں: یہ قول مردود ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جاہلیت نہیں ہے۔

دوسرا قول: ان المراد ما كان قبل النبوة.

اس (ذنب) سے مراد ہے جو کچھ نبوت سے پہلے ہوا۔

امام سبکی فرماتے ہیں: یہ بھی مردود ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے بھی معصوم تھے اور بعد میں بھی۔

تیسرا قول: حضرت سفیان ثوری کہتے ہیں:

مَاعمِلتَ فِیْ الجَاھِلِیَةِ وَمَالَمْ تَعْمَلْ۔(۱)

یعنی جو عمل آپ نے جاہلیت میں کیا اور وہ جو نہیں کیا۔

امام سبکی فرماتے ہیں: **وھو مردودٌ ھالذی قبله.**

یہ بھی اس سے پہلے قول کی طرح مردود ہے۔

چوتھا قول:

یہ امام مجاہد کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے، یعنی جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا والی بات سے پہلے پیش آیا اور جو زید کی اہلیہ (زینب رضی اللہ عنہا) والے معاملے کے بعد پیش آیا۔

امام سبکی فرماتے ہیں: یہ قول باطل ہے، کیونکہ حضرت ماریہ اور زید کی اہلیہ کے قصے میں گناہ تو سرے سے تھا ہی نہیں اور جس شخص نے ایسا اعتقاد رکھا اس نے غلط بات کی۔(۲)

پانچواں قول: **قول الزمخشری : جمیع مافرط منه،**

زمخشری کہتے ہیں: جو بھی تجاوز آپ سے ہوا۔

امام سبکی فرماتے ہیں: **وھذا مردود۔** (یہ بھی مردود ہے۔)

---

(۱) اس کو ابن عطیہ نے "المحرر الوجیز" (۱۲۶:۵) میں نقل کیا اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: یہ ضعیف ہے۔

۲۔ حضرت امام آلوسی رحمہ اللہ "روح المعانی" (۹۱:۲۶) میں اس قول کا تذکرہ کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، بوجہ اس کے برعکس کے اولی ہونے کے کیونکہ حضرت زید کی اہلیہ کا معاملہ اس سے پہلے کا ہے۔

پہلی بات:

انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت کے بیان میں ہے، بلاشبہ اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دعوت وتبلیغ اور اس کے علاوہ دیگر امور میں انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کبائر اپنے مرتبہ سے گرے ہوئے صغائر رذیلہ سے اور صغائر پر مداومت سے پاک (معصوم) ہیں۔

یہ چار امور تو بالکل متفقہ ہیں۔ البتہ ان صغائر میں اختلاف ہے جو انبیاء کرام کی شان کے خلاف نہ ہوں۔

پس معتزلہ اور ان کے علاوہ علماء کی خاص تعداد اس کے جواز کی طرف کی گئی ہے۔(۱)

(۴) جبکہ مختار (قول) اس کی ممانعت ہے۔ کیونکہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام سے قول و فعل کے اعتبار سے جو کچھ صادر ہو اس کی پیروی پر مامور ہیں، تو کیسے ہوسکتا ہے کہ ان سے کوئی ناپسندیدہ فعل واقع ہو جبکہ ہم اس کی اقتداء پر مامور ہوں؟

البتہ، رہے حشویہ، تو ان کی طرف مطلقاً انبیاء سے صغائر کے صدور کے جواز کی نسبت کی گئی ہے۔ اگر یہ ان کے حوالے سے صحیح ہے، تو وہ ہمارے ذکر کردہ اجماعی اقوال سے بے خبر ہوں گے۔

۱۔ جن لوگوں نے اس (صغیرہ) کے جواز کا ذکر کیا ہے ان میں سے امام رازی بھی ہیں۔ جنہوں نے (تفسیر کبیر: ۲:۷۸) میں ایک جگہ جہاں انہوں نے اس (مؤقف) کو اختیار کرنے کے اسباب کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (لیغفر لک اللہ) کے حاشیہ میں کہتے ہیں۔

اس میں تیسرا قول صغائر کا ہے تو اس کا اطلاق انبیاء کرام پر سہواً اور عمداً جائز ہے اور یہ عجب سے ان کو بچاتا ہے۔

وہ لوگ جو صغائر کو جائز کہتے ہیں، وہ بھی کسی نص یا دلیل سے نہیں کہتے، انہوں نے بس اسی آیت اوراس جیسی دوسری آیات سے یہ اخذ (استدلال) کیا ہے۔اس کا جواب تو واضح ہے۔

اور (دوسرے) وہ لوگ جو ان صغائر کو جائز کہتے ہیں جو قبیح نہ ہوں۔

ابن عطیہ کہتے ہیں: اس میں اختلاف ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا صادر ہوا ہے یا نہیں؟(۱)

(۵) امام سبکی فرماتے ہیں:

مجھے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ایسا صادر نہیں ہوا، اوراس کے برعکس کا گمان بھی کیسے کیا جاسکتا ہے؟

وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی، اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی.

واما الفعل: رہا فعل: تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اجماع سے یہ بات معلوم (ومعروف) ہے کہ وہ کم، زیادہ اور چھوٹے بڑے اپنے تمام امور میں قطعی طور پر حضور علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے اور آپ کی پیروی کرتے تھے اوران کے ہاں اس بارے میں کسی قسم کا توقف اور اختلاف نہیں تھا۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلوت اور تنہائی والے اعمال سے واقفیت اوراس پر عمل کے شدید شائق رہتے تھے، خواہ وہ اس سے واقفیت حاصل کر پائے یا نہیں۔

جو شخص صحابہ کرام علیہم الرضوان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاملات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اول آخر تمام احوال سے آگاہی اور حضوری پر غور وخوض کرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرے گا کہ وہ اس طرح کی بات کرے یا ایسا تصور بھی کرے۔

۱۔"المحرر الوجیز" لابن عطیة: (۱۲۶:۵)

اگر یہ قول بیان نہ کیا گیا ہوتا تو میں اس کا ذکر تک نہ کرتا،

(۶) اور ہم بارگاہ الٰہی میں اس سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر کہنے والے نے کہہ ہی دیا ہے۔

یہ درج بالا کلام زمخشری کی اس آیت کے تحت بیان کردہ تفسیر کے بارے میں ہے۔

دوسری بات:

اگر نعوذ باللہ: یہ تسلیم کر بھی لیا جائے تو ایسا دشمنانہ قول، اور حقیر و ناچیز اشیاء کا ذکر یہاں مناسب نہیں جبکہ آیۂ کریمہ حضور علیہ السلام کی عظمت وشان کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور اس معاملے کو فتح مبین بنا کر ظاہر کر رہی ہے جو کہ تعظیم وتکریم پر مشتمل بات ہے۔ لہٰذا اس کا اُس پر محمول کرنا بلاغت سے خالی ہے۔ (دور) ہے۔

یہ زمخشری کے رد میں امام سبکی کا کلام ہے۔

چھٹا قول:

کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد ہے، وہ اعمال جو بچپن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑکوں کے ساتھ کھیل کود کے دوران صادر ہوئے۔

یہ بھی آپ کے شایان شان نہیں ہے، بے شک ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہوں کی طرح ہیں۔

اسی لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام جب کم سن تھے تو بچوں کے کھیل کی طرف بلانے پر انہوں نے کہا تھا:

(۷) ما لھٰذا خلقت۔ میں اس لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ یہ قول مردود ہے۔

اول تو یہ کہ یہ قول حضرت یحییٰ کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصیت کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ وہ آپ پر فضیلت نہیں رکھتے، کیونکہ ہر وہ خاصیت جو انبیاء میں سے کسی نبی کو دی گئی ویسی یا اس سے بہتر خاصیت ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے۔

روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیر خوارگی میں بھی عدل فرماتے تھے، آپ کی رضائی ماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنا پستان پیش کرتی تھیں تو آپ اُس سے نوش فرماتے اور جب وہ دوسرا پستان آپ کو پیش کرتیں تو آپ گریز فرماتے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ آپ کا ایک دودھ شریک اور بھی ہے۔(۱)

(۸) یہ بات کھیل کود کو چھوڑنے سے بہت عالی ہے اور جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیر خوارگی کی عمر سے آگے بڑھ چکے ہوں اور یہ ثابت بھی نہیں ہے کہ آپ لڑکوں کے ساتھ کھیل تماشے میں مشغول ہوئے ہوں بلکہ اگر یہ الفاظ احادیث سے ثابت ہوں تو مناسب طور پر ان کی تاویل لازم ہے۔

پھر یہ کہنے والا وہاں کیا کرے گا جب اس کے قول کو (ماتقدم) کے تحت: بچپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیل کود پر محمول کیا جائے؟ (وَمَاتَاَخَّر) کے بارے میں یہ کیسے صحیح ہوگا۔

۱- امام سہیلی نے "الروض الانف" (۱:۱۸۷) میں کہا ہے اور ابن اسحاق وغیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ سعدیہ کے ایک پستان کے علاوہ دوسرے کو قبول نہیں فرماتے تھے اور اگر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ کو دوسرا پستان پیش کرتیں تو آپ منہ پھیر لیتے تھے جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ادراک عطا کیا گیا تھا کہ آپ کے ساتھ دوسرا بھی دودھ شریک ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور پر عدل کرنے والے اور جبلی طور پر نوازش وکرم فرمانے والے تھے۔

ساتواں قول:

عطاء خراسانی کا ہے:

جو گناہ آپ کے ماں باپ آدم وحواء سے پہلے ہوئے اور جو گناہ بعد میں آپ کی امت سے ہوں گے۔(۱)

یہ قول ضعیف ہے۔

اول تو اس لیے کہ آدم علیہ السلام معصوم ہیں، ان کی طرف گناہ کی نسبت نہیں کی جائے گی، یہ ایسی تاویل ہے جو خود تاویل کی محتاج ہے۔

دوسرے یہ کہ ایک ایسے شخص کا ذنب جسے کاف خطاب سے مخاطب کیا گیا ہو اسے دوسرے کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

تیسرے یہ کہ: کیونکہ امت کے سارے گناہ معاف نہیں کیے جائیں گے بلکہ ان میں سے کچھ کے گناہ بخشے جائیں گے اور کچھ کے گناہ نہیں بھی بخشے جائیں گے۔

آٹھواں قول:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔

ممایکون۔یعنی جو بھی سرزد ہوگا۔

امام سبکی فرماتے ہیں: اس کی تاویل کی جائے گی، یا یہ لائق تاویل ہے۔یعنی جو بھی سرزد ہو، اگر ہوتا۔مطلب یہ کہ آپ جس مقام پر ہیں۔اگر اس میں گزشتہ اور آئندہ گناہوں کا امکان ہوتا بھی تو ہم اپنے ہاں آپ کے فضل وشرف کے پیش نظر ان سب گناہوں کو بخش دیتے۔

۱-اسے سمرقندی اور سُلمی نے عطا کے حوالے سے نقل کیا ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے "شفاء" (۱۵۷:۲) میں ذکر کیا ہے۔

نواں قول:

"کتاب الشفاء"(۱) میں (قاضی عیاض) نے کہا ہے، کہتے ہیں "آپ سے کوئی گناہ ہوا ہے یا نہیں ہوا، آپ جان لیں کہ وہ آپ کی خاطر عفو شدہ ہے۔"

دسواں قول:

قاضی عیاض کہتے ہیں، کہا گیا ہے: وہ جو نبوت سے قبل ہوئے اور وہ جن کے بعد عصمت آپ کو دی گئی۔ اسے احمد بن نصر نے بیان کیا ہے۔

گیارہواں قول:

کہتے ہیں: اس سے مراد وہ امور ہیں جو سھو غفلت تاویل سے ہوئے۔ اسے طبری نے بیان کیا ہے اور قشیری نے اختیار کیا ہے۔

بارھواں قول:

قال مکی: مکی نے کہا ہے: یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب (دراصل) آپ کی اُمت سے خطاب ہے۔

یہ بارہ اقوال غیر مقبول ہیں، ان میں مردود، ضعیف اور موؤل (قابل تاویل) سب موجود ہیں۔

"اقوال مقبولہ"

شفاء میں ہے:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا کہ "وما ادری ما یفعل بی والا بکم" مجھے نہیں پتہ کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ تو

۱-۲:۱۵۷

کفار نے اس بارے میں چہ مگوئیاں کیں، (جواباً) اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک و ما تأخر" اور بعد میں دوسری آیت میں مومنین کا احوال بھی بتادیا۔

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر آپ سے گناہ کا صدور ہوتا بھی تو (اے محبوب) آپ کے لیے بلامواخذہ اس کی بخشش ہو جاتی۔

میں (امام سیوطی) کہتا ہوں۔ اس اثر کو ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "ما ادری ما یُفعل بی ولا بکم" میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخرّ."

امام احمد، ترمذی اور حاکم نے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: آیۂ کریمہ! "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخرّ." نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیبیہ سے واپسی پر نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا، حضور مبارک ہو! بے شک اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور ان کے ساتھ کیسے پیش آئے گا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

لیدخل المومنین والمومنات...... الیٰ فوزاً عظیماً. (۱) الفتح نمبر ۵

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بعض علماء نے کہا ہے: یہاں مغفرت کا مطلب خامیوں سے بری ہونا ہے۔

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام اپنی کتاب "نھایة السول فیما سنح من تفضیل الرسول ﷺ" میں لکھتے ہیں:

۱۔ اسباب النزول للواحدی، ص ۳۱۵

اللہ تعالیٰ نے کئی اعتبار سے ہمارے نبی اکرم ﷺ کو دیگر تمام انبیاء علیہم السلام پر فضلیت عطا کی ہے، آگے لکھتے ہیں:(۱)

ان خصوصیات میں سے ایک یہ ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ کر دیا ہے کہ ان کے اگلے اور پچھلے گناہ (اگر ہوتے بھی) بخش دیئے گئے ہیں اور کسی روایت میں نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام میں سے کسی کو ایسی صورتحال سے آگاہ کیا ہو، بلکہ واقعتا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو یہ نہیں بتایا۔ اسی لیے محشر میں جب ان سے شفاعت کرنے کو کہا جائے گا تو ان میں سے ہر کوئی اپنی لغزش کا تذکرہ کرے گا جو اُسے پیش آئی ہوگی اور کہے گا۔ نفسی نفسی، میری ذات، میری ذات۔

اگر ان میں سے ہر ایک اپنی خطا کی مغفرت (بخشش) کو جان چکا ہوتا تو اس مقام پر اضطراب کا اظہار نہ کرتا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلوقات (لوگ) شفاعت طلب کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر فرمائیں گے ''انا لھا'' ہاں میں اسی لیے (یہاں) ہوں۔

امام سبکی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں کہتے ہیں:

میں نے اپنی دانست میں اس کلام یعنی ''لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر'' پر اس کے پہلے الفاظ کو ملحوظ رکھ کر کافی غور کیا ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس کو صرف ایک ہی سبب پر محمول کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان سے بعید ہے کہ یہاں اس سے مراد (عمومی) گناہ لی جائے۔ بلکہ (معلوم ہوتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے اس ایک آیت میں اپنے بندوں کو اپنی طرف سے عطا کردہ جمیع

۱۔ یہ کتاب ''ہدایۃ السول فی تفضیل الرسول'' کے نام سے عربی میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مفتی محمد خان قادری صاحب نے ''سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی'' کے نام سے کیا ہے۔

اخروی نعمتوں کا اجمالی بیان فرمادیا ہے اور تمام اخروی نعمتیں دو قسم کی ہیں:

سلبیہ: اور وہ ہے گناہوں کی بخشش۔ ثبوتیہ: اور یہ لامتناہی ہیں۔

اس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے: وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ (الفتح:۲)

اور وہ آپ پر اپنی نعمتیں تمام کردے۔ اور تمام دنیاوی نعمتیں دو قسم کی ہیں۔

دینی: اس کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔

ویھدیک صراطاً مستقیما. (فتح: نمبر۲)

اور وہ آپ کو صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔

اور دنیویہ: اگر یہاں (اس دنیا میں) ان میں سے مقصود دین ہو، تو وہ یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وینصرک اللہ نصر اً عزیزاً. (الفتح: نمبر۳)

اور اللہ آپ کی زبردست مدد فرمائے گا۔

اخروی نعمتوں کو دنیوی نعمتوں پر مقدم کیا گیا ہے اور دینی نعمتوں کو دنیوی پر مقدم کیا گیا ہے یعنی ایک کے دوسری سے افضل ہونے کی وجہ سے اہم کو غیر اہم پر مقدم رکھا ہے۔ یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کو اپنی ہر قسم کی نعمتیں ان پر تمام کر کے نمایاں فرمایا ہے جو ان کے علاوہ کسی اور میں نہیں ہے۔

اور اسی لیے اس کو فتح مبین کی انتہا پر رکھا جس کی عظمت والی نون کی نسبت ان کی طرف کر کے آپ کی عظمت اور رفعت شان کا اظہار فرمایا اور اسے لفظ ''لک'' (آپ کے لیے) کے ساتھ آپ کے لیے مخصوص فرمایا ہے۔ پھر (سبکی) کہتے ہیں: جب یہ معنی مجھ پر روشن ہوئے تو بعد میں میرے علم میں آیا کہ ابن عطیہ پر بھی یہی کھلا ہے۔ سوانہوں (ابن عطیہ) نے کہا ہے۔ اس حکم کے ساتھ اگر اظہار شرف مقصود ہے، تو بہر صورت اس سے مراد

ذنوب نہیں ہیں۔

یوں وہ اپنے قول سے ہمارے موافق ہو گئے۔ بعض محققین نے کہا ہے:

مغفرۃ یہاں عصمت کا کنایہ ہے۔ پس "لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر." کا معنی ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کو یہ معصومیت عطا کرے گا، عمر کے گزشتہ حصے میں بھی اور جو باقی ہے اس میں بھی۔ "یہ قول بہترین ہے۔"

بلغاء (علماء بلاغت) نے اس بات کو اسلوب قرآنی کی بلاغت میں شمار کیا ہے کہ لفظ مغفرت، عفو اور توبہ کو تخفیفات کے طور پر بطور کنایہ استعمال کیا جائے۔

جیسا کہ قیام اللیل کو منسوخ کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَلِمَ اَلَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُ وامَا تَيَسَّر. (المزمل:۲۰)

اور انفرادی طور پر کچھ کہنے سے پہلے صدقہ کرنے کے حکم کو منسوخ کرتے ہوئے

فَاِذْلَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ. (المجادلۃ:۱۳)

پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا۔

اور رمضان کی راتوں میں جماع کرنے کے حکم کو منسوخ کرتے ہوئے فرمایا:

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَاعَنْكُمْ فَالْئٰنَ بٰشِرُوْهُنَّ. (البقرۃ:۱۸۷)

اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کر دیا، پس اب تم ان سے مباشرت کرو۔

والحمد للّٰہ وحدہ، وصلی اللّٰہ علیٰ سیّدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم تسلیماً کثیراً.

وتّم بحمد اللّٰہ وعونہٖ وحسن توفیقہٖ.

فی الحرم النبوی الشریف. (۲۹/رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲ء یوم الاربعاء بعد ظہر)

الحَبلُ الوَثِیق

فی نُصرۃِ الصدّیق

(صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تائید میں مضبوط رسّی)

مؤلف: علامہ امام جلال الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

(م۔۹۱۱ھ)

مترجم: علامہ محمد شہزاد مجدّدی سیفی

دار الاخلاص لاہور

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ وبعد!

علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

مجھے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: لا یصلاھا الا الاشقی الذی کذب وتولی ؁وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکیٰ۔۔۔الخ (اللیل:۱۵) کے بارے میں سوال بھجوایا گیا، کہ یہ آیات دو معیّن افراد کے بارے میں اتری ہیں؟۔ان کا شان نزول کیا ہے؟۔اور کیا ''الاتقیٰ'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہی ہیں یا پھر یہ آیت عام ہے اور اس سے مراد وہ بھی ہیں اور ان کے علاوہ بھی کوئی ہے؟ اور سائل نے اس سوال کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ، امیر ازدمر۔۔۔۔۔۔حاجب الحجاب اور امیر خایر بک دونوں کے مابین حضرت ابوبکر کے بارے میں اختلاف ہوا کہ کیا وہ سب صحابہ سے افضل ہیں؟ اور امیر خایر بک اسی کا قائل ہے اور ازدمر اس کا انکار کرتا ہے اور اس نے خایر بک سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے افضل الصحابہ ہونے پر قرآن پاک سے دلیل مانگی ہے۔جبکہ خایر بک نے اس پر یہ آیت کریمہ بطور دلیل پیش کی ہے۔'' وَسَیُجَنَّبُھَا الاَتقیٰ'' (اللیل:۱۷) اور یہ آیت شان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں اتری ہے جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ اکرَمَکُم عِندَاللّٰہ اَتقَاکُم۔ (الحجرات:۱۳)

اور ازدمر کہتا ہے ''الاتقیٰ'' ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کے لیے یکساں ہے۔پھر ان دونوں حضرات میں سے ہر ایک نے علماء کرام سے اپنے اپنے مؤقف کی تائید چاہی: اور (ایک معاصر عالم دین) شیخ شمس الدین الجوجری نے اسی قسم کا سوال مجھے لکھ بھیجا تو میں (علامہ سیوطی علیہ الرحمہ) نے کہا: جو کچھ لکھا ہے مجھے دکھاؤ، جب اس نے مجھے دکھایا تو اس میں لکھا تھا۔''اگرچہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اتری ہے لیکن اس کا مطلب عام ہے کیونکہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصیت سبب کا۔ تو میں نے کہا اس شخص کا یہی حال ہوتا ہے جو اپنی جان کو ہر وادی میں کھپاتا پھرتا ہے ایک ایسے شخص کا جو محض فقیہ ہو مناسب نہیں کہ اپنے فن کے علاوہ کسی دوسرے فن کے بارے میں کلام کرے، پھر یہ مسئلہ تو خالص تفسیر، حدیث، اصول، کلام ،اور نحو سے متعلق ہے تو جو شخص ان پانچ علوم میں مہارت تامہ نہ رکھتا ہو اس کے لیے بہتر نہیں کہ وہ اس مسئلہ میں کلام کرے۔ میں نے دو فصلوں میں اس پر توضیحی گفتگو کی ہے۔

فصلِ اول:

(اس بارے میں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اتری ہے)

امام بزار اپنی مسند میں بالاسناد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: یہ آیت کریمہ (وسیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله' یتزکی وما لا حدٍ عندہ' من نعمةٍ تجزیٰ)۔ آخری آیات تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اتری ہے۔ علامہ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں کہتے ہیں: مجھے محمد بن ابراہیم الأنماطی از طرون بن معرف از بُسر بن سری سے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

امام ابن المنذر علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ:

''ہمیں موسیٰ بن ھارون نے از ھارون بن معرف انہیں بُسر بن سری نے ایسا ہی بیان کیا ہے''۔

علامہ آجری رحمہ اللہ ''کتاب الشریعۃ'' میں فرماتے ہیں:

ہمیں ابوبکر بن ابوداؤد نے انہیں محمود بن آدم المروزی نے اور انہیں بُسر بن سری نے یہی بیان کیا ہے۔ امام ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ

عروہ بن زبیر نے اپنے والد سے روایت کیا ہے بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سات کو آزاد کیا جو سب کے سب اللہ کی راہ میں ستائے جا رہے تھے ان میں بلال حبشی اور عامر بن فہیرہ بھی شامل ہیں تو اس موقعہ پر یہ آیت اتری۔

علامہ ابن جریر کہتے ہیں:

حدثنا ابن عبد الاعلیٰ ثنا ابن ثور عن معمر قال :

اخبرنی عن سعید فی قول : " وسیجنبها الاتقی".

ہمیں سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (بالاسناد) روایت پہنچی ہے کہ

یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اتری ہے جب انہوں نے کچھ غلاموں کو بغیر کسی بدلے اور جزاء کی طلب کے آزاد فرمایا جو چھ یا سات تھے، ان میں بلال اور عامر بن فہیرہ بھی شامل تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ہمیں بالاسناد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزوروں اور ناداروں کو آزاد کرتے ہو اگر ایسا کرنا ہی ہے تو مضبوط قسم کے غلاموں کو آزاد کرواؤ جو تمہارے لیے تقویت وحمایت کا ذریعہ بن سکیں اور بوقت ضرورت تمہارے ساتھ کھڑے ہو سکیں تو انہوں نے جواب دیا: ابا جان! مجھے جو چاہیے وہ مجھے مل رہا ہے (یعنی میرا مقصد حاصل ہے) تو اس موقعہ پر آیات نازل ہوئیں۔ وَسَیُجنبها الاتقیٰ الذی یوتی ماله' یتزکیٰ۔۔۔الخ۔

اسے حاکم نے مستدرک میں ابن اسحٰق سے روایت کیا ہے اور کہا: یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

علامہ ابن جریر کہتے ہیں:

مجھے ہارون بن ادریس الاصم نے عبدالرحمن بن محمد المحاربی سے از محمد بن اسحٰق اس نے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق از عامر بن عبداللہ بن زبیر سے بیان کیا

ہے، انہوں نے کہا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں مسلمان ہونے والے غلاموں کو آزاد کروایا کرتے تھے، وہ بوڑھی عورتوں کو مسلمان ہونے پر آزاد کرواتے تھے، اس پر ان کے والد نے کہا، اے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرواتے ہو اگر تم ان کی بجائے طاقتور لوگوں کو آزاد کرواتے تو وہ تمہارے کام آتے اور وقت پڑنے پر تمہارے دفاع میں کھڑے ہوتے تو آپ نے جواب دیا: ابا جان! میں تو وہ چاہتا ہوں جو اللہ کے پاس ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے میرے گھر والوں نے بتایا کہ یہ آیت کریمہ (فاما من اعطی ...الیٰ .....ربه الأعلیٰ) اس موقعہ پر اتری ہے۔

امام ابن ابی حاتم: اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال حبشی کو اُمیہ بن خلف اور اُبی بن خلف سے ایک غلام اور دس اوقیہ درھم کے بدلے خرید کر اللہ کی راہ میں آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے "واللیل اذا یغشیٰ ۔۔۔۔ آخر تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیہ بن خلف کے متعلق نازل فرمائی۔

امام آجری "کتاب الشریعۃ" میں کہتے ہیں:

ہمیں بالا سناد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک غلام اور دس اوقیہ درھم کے بدلے خرید کر اللہ کی راہ میں آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات "وَ اللیلِ اذا یغشیٰ" سے لے کر آیت کریمہ "وَسَیُجنبها الاتقی الذی

یوتی مالہ' یتزکی' ' یعنی (ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تک نازل فرمائی۔

وَما لِاحدٍ عندہ' من نعمۃٍ تجزیٰ۔ (اللیل:۱۹)

راوی کہتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق نے یہ عمل کسی بدلہ یا معاوضہ کی خاطر یا حصول خدمت کے لیے نہیں کیا تھا۔۔۔۔الاّ ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ ولسوف یرضیٰ۔ (اللیل:۲۱۔۲۲)

اور تفسیر بغوی میں ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے امیّہ بن خلف سے کہا کہ کیا بلال کو بیچو گے؟ تو امیّہ بن خلف نے جواب دیا: ہاں! اسے ''قسطاس'' (صدیق اکبر کا رومی غلام جو دس ہزار دینار، کئی لونڈی غلاموں اور مویشیوں کا مالک تھا) کے بدلے بیچوں گا جو مشرک تھا اور اسلام قبول کرنے سے انکاری بھی تھا۔ حضرت ابوبکر نے بلال حبشی کو اس غلام کے عوض خرید لیا، تو مشرکین نے کہا: ''ابوبکر نے بلال کے ساتھ ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ اس سے خدمت اور بدلہ لے سکیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وما لاحدٍ عندہ' من نعمۃٍ تجزیٰ .....

اور تفسیر قرطبی میں ہے:

عطاء اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے: انہوں نے فرمایا مشرکین مکہ بلال حبشی کو اذیت دیتے تھے تو ابوبکر نے سونے کی بالٹی کے عوض امیّہ بن خلف سے اسے خرید کر آزاد کر دیا، اس پر کفار مکہ نے کہا: کہ ابوبکر نے ایسا بلال سے خدمت گذاری کے حصول کے لیے کیا ہے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ وَما لاحدٍ عندہ' من نعمۃٍ تجزیٰ۔۔۔۔

امام آجری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ اوراس سے پیشتر مذکوراحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ ایسے خصائص سے نوازا ہے جن کے ذریعے انھیں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر فضیلت بخشی ہے۔

یہ روایات تو وہ ہیں جو آیت کے شانِ نزول سے متعلق تھیں اور یہ علم حدیث کے حوالے سے تھا۔ اس کے بعد جو فصل آرہی ہے اس میں چار علوم یعنی تفسیر، علم الکلام، اصول فقہ اور نحو سے متعلق گفتگو ہوگی اور بے شک لاتعداد مفسّرین کی جماعت نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری ہے اور اس طرح "مبہمات" یعنی (مشکلات وغرائب الحدیث) کے بارے میں لکھنے والے علماء بھی اپنی کتب میں بھی بیان کیا ہے۔

فصلِ دوم:

الجوجری کے فتویٰ کی کمزوری کے بارے میں ہے اور اس کو چار وجوہ سے بیان کیا گیا ہے جن میں تین مناظرانہ اور ایک تحقیقی انداز پر (مبنی) ہے۔

پہلی تین میں سے ایک یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ اگر کسی شخص کے لیے محض ایک دو کتابیں دیکھ کر بغیر تبحّر علم اور اس فن میں ہر پہلو سے کامل مہارت کے بغیر فتویٰ دینا جائز ہو جاتا تو ایک طالب علم بلکہ عامی کے لیے بھی اس کا جواز پیدا ہو جاتا کہ وہ فتویٰ جاری کرے۔

اور عوام میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ کسی عالم سے چند مسائل سیکھ کر یا کسی کتاب میں سے مسئلہ دیکھ کر وہ مکمل مفتی بن جائے۔ اس لیے اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ عوام الناس میں سے کسی ایک کے لیے بھی فتویٰ دینا جائز نہیں اور علماء کرام نے اس بات کی تاکید

کی ہے کہ اگر کوئی عام آدمی (غیر عالم) مسائل شرعیہ سیکھ اور سمجھ لے تو اس کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ ان مسائل کے بارے میں فتویٰ دینے لگے فتویٰ صرف اور صرف علم میں کامل وسعت اور مہارت رکھنے والا ایسا شخص دے جو واقعات کا اطلاق دینی کتب میں موجود مقررہ جزئیات وکلیات کے مطابق کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اور مفتی کے لیے مجتہد کی شرط کا یہی مفہوم ومطلب ہے۔ اب دارومدار ہوا فن میں مکمل مہارت پر تو جو کوئی جس فن میں مہارت تامہ رکھتا ہو وہ اس فن میں فتویٰ دے۔ اور اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس فن میں فتویٰ دے جس میں اسے پوری دسترس نہیں ہے اور قلم کو اس باب میں چلائے جبکہ وہ اس فن کے ماہرین کی مختلف آراء واقوال سے واقفیت نہ رکھتا ہو ایسا نہ ہو کہ وہ کسی ایسے قول پر اعتماد کر بیٹھے جو مرجوح ہو اور وہ اسے ان کے نزدیک صحیح گمان کرے اور پیش نظر مسئلہ ایسے ہی مسائل میں سے ہے جیسا کہ ہم اسے واضح کریں گے۔

اسی طرح کسی کے لیے درست نہیں کہ وہ لغت عرب کے بارے میں فتویٰ دے جب کہ اس کی نظر چند ابتدائی کتب وغیرہ تک محدود ہو بلکہ وہ فن لغت پر مکمل دسترس رکھتا ہو بلکہ وہ اس کے ظاہر ومشہور الفاظ کے علاوہ غرائب (مبہم اور مشکل الفاظ) مخفی گوشے اور نوادرات سے بھی واقف ہو۔ ایسے شخص کی مثال جو علم نحو میں فتویٰ دے اور اس کا منبع علم وہ ہو جو بیان کیا گیا ہے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو ''منہاج'' پڑھ لے اور اسی پر اکتفا کرتے ہوئے یہ ارادہ کرلے کہ شرعی مسائل میں فتویٰ دے، تو جب اس کے پاس مسئلہ آئے مثلاً کتاب ''الروضہ'' میں سے تو اگر وہ دین دار ہوگا تو اس کا بالکل انکار کردے گا اور کہے گا، اس مسئلہ کے بارے میں تو کسی ایک (امام) نے بھی کچھ نہیں کہا۔ اللہ کی قسم! فتویٰ کے جواز کے لیے محض ''الروضۃ'' کو یاد کرلینا ہرگز کافی نہیں ہے۔ تو پھر ان مسائل میں کیا ہوگا جن میں اختلاف ہی ترجیح کا ہو؟ (ایسا مفتی) مختلف صورتوں اور قسموں والے ان مسائل میں کیا

کرے گا؟ جن کی دیگر قسمیں اور مثالیں "الروضہ" میں درج ہونے سے رہ گئی ہوں اور یہ" شرح المہذب" اور اس نہ کے علاوہ دوسری کتب میں بکھری ہوں؟ اور ان مسائل میں کیا کرے گا جن سے "الروضہ" یکسر خالی ہو، بلکہ مفتی کے لیے تو لازم ہے کہ وہ "الروضہ" کے ساتھ دوسری کتابوں کو بھی ملا کر دیکھے اور اگر اس کی اتنی رسائی نہ ہو اور اس کے لیے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کی کتب دیکھنا مشکل ہو تو کم از کم متاخرین فقہاء کی کتب کا تفصیلی مطالعہ لازم ہے۔

ابن بلبان حنفی اپنی کتاب "زلۃ القاری" میں لکھتے ہیں: شیخ ابوعبداللہ الجرجانی نے "خزانۃ الاکمل" میں لکھا ہے:

لا یجوز لاحدان یفتی فی ھذاالباب .یعنی باب اللحن فی القراءۃ . الا بعدمعرفۃ ثلاثۃ اشیاء. حقیقۃالنحو ، والقراءات الشواذ واقاویل المتقدمین والمتاخرین من اصحابنا فی ھذاالباب .

ترجمہ: اس فن میں یعنی قراءت میں لحن کے باب میں کسی مفتی کے لیے بھی اس وقت تک فتویٰ دینا جائز نہیں جب تک کہ اسے ان تین علوم کی معرفت حاصل نہ ہو،

۱۔علم نحو ۲۔شاذ

۳۔قرأتوں کی واقفیت اور اس باب میں ہمارے علماء متقدمین ومتاخرین کے اقوال۔

دوسری وجہ:

ہم یہ کہتے ہیں کہ بلاشبہ قرآن کریم تمام علوم پر حاوی ہے اور ائمہ تفسیر کئی قسم کے ہیں (یعنی مختلف میلانات رکھتے ہیں) تو ان میں سے جس پر ان علوم وفنون میں سے جس فن کا زیادہ غلبہ تھا اس کی تفسیر میں بھی وہی علم غالب ہے تو مناسب یہ ہے کہ جب کوئی کسی آیت کے بارے میں کسی جہت سے کلام کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اس فن سے متعلق ایسی تفسیر کی

طرف رجوع کرے جس میں غالب اعتبار سے اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہو، مثلاً جب کوئی کسی آیت کے بارے میں صرف بلحاظ نقل کلام کرنا چاہتا ہو اور اس میں زیادہ ترجیحی قول سے آشنائی چاہتا ہو تو بہتر ہے کہ وہ اس کے لیے ائمہ منقولات یعنی احادیث و آثار کو بالاسناد روایت کرنے والے ائمہ کی تفاسیر سے رجوع کرے اور ان میں سرفہرست ابن جریر طبری علیہ الرحمہ کی تفسیر ہے۔ یقیناً امام ابوذکریا شرف النووی علیہ الرحمہ نے ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں کہا ہے:

'' كتاب ابن جرير في التفسير لم يصنف احد مثله'. ''

ترجمہ: ابن جریر طبری علیہ الرحمہ جیسی کتاب علم التفسیر میں کسی اور نے نہیں لکھی۔

اور بعد والوں میں حافظ عماد الدین علیہ الرحمہ کی تفسیر اس کے قریب قریب ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی گذشتہ واقعات سے متعلق یا آئندہ ہونے والے امور جیسے قیامت کی علامات، برزخ کے احوال یا محشر و قیامت یا عالم بالا یا اسی طرح کے اور امور سے متعلق آیت پر کلام کرنے کا ارادہ رکھتا ہو جن میں ذاتی رائے کی گنجائش نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ وہ ان ہی دو تفسیروں سے مواد حاصل کرنے اور محدثین کی مسند تفاسیر جیسے سعید بن منصور، الفریابی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ان کے طریقے پر گامزن دیگر ائمہ سے استفادہ کرے اور جو کوئی کسی آیت پر علم الکلام کی جہت سے بات کرنا چاہتا ہو تو مناسب ہے کہ وہ اس عالم کی تفسیر دیکھے جس پر علم الکلام کا غلبہ ہو اور اس حوالے سے وہ مشہور ہو جیسے ابن فورک، الباقلانی، امام الحرمین، امام فخر الدین رازی، اصفہانی وغیرہ ھم، اور جو اس پر اعراب کے لحاظ سے بات کا متمنی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ماہر ائمہ نحو کی تفاسیر دیکھے جیسے ابوحیان وغیرہ۔ اور جو کوئی اس پر بلاغت کے اعتبار سے کلام کرنا چاہے تو وہ کشاف، تفسیر قرطبی اور ان جیسی تفاسیر دیکھے۔

تفضیل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ علم کلام سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا آیت کی مراد ہونا علم تفسیر سے متعلق ہے۔ لہذا اجوجری صاحب کے لیے زیادہ اہم تھا کہ وہ فتوی لکھنے سے پہلے علامہ ابن جریر کی کتاب اور اس جیسی دیگر کتب کو دیکھتے تا کہ انہیں تفسیر میں ترجیحی قول سے آشنائی حاصل ہوتی اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کی کتاب اور اس جیسی دیگر کتب دیکھتے تا کہ انہیں کلامی مباحث سے آشنائی ہو جاتی، پھر وہ ائمہ عقائد جیسے ابوالحسن اشعری، ابن فورک، باقلانی، شہرستانی، امام الحرمین، اور امام غزالی رحمھم اللہ اور ان کے متبعین کی کتب کو دیکھتے کہ انہوں نے کس طرح اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے افضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برقرار رکھا ہے اور اس سلسلہ میں کسی کو تکلیف اور پریشانی میں جتلا نہ کرتا اور اس عالم کو چاہیے تھا کہ تکلیف اور مشقت گوارا کر کے پوری پوری کوشش کرتا اور آسائش و آرام اور دیگر مصروفیات کو چھوڑ کر کسی شرم و جھجک کے بغیر مہینے دو مہینے یا سال دو سال کے لیے فتوی نویسی کو موقوف کر دیتا تو جب وہ درپیش مسئلہ کے بارے میں مختلف علماء کے متفرق اقوال پر مطلع ہوتا اور پھر پوری تحقیق سے ان اقوال کا جائزہ لے لیتا اور ذاتی طور پر تمام اشکالات کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیح اور درست جواب تک پہنچتا تو اب اسے اس موضوع پر قلم اٹھانا چاہیے، اور امراء کے مابین ثالث بن کر علماء کے سامنے مسئلہ واضح کرنا چاہیے، البتہ جواب میں ایسی جلد بازی اور محض حافظے، یادداشت کی بنیاد پر تن آسانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی شہرت کے سرپر اور متعلقہ فن کی گہرائی تک پہنچے بغیر جیسا کہ تقاضا تھا، فتوی لکھ دینا ہرگز علماء کے شایان شان نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ اس قسم کے علماء میں سے کسی کو اس حالت میں پائیں گے کہ پہلے وہ کچھ لکھے گا پھر اس سے رجوع کرے گا اور حالات کے معمولی تغیر سے وہ ڈانواڈول ہو جائے گا اور صرف ایک مسئلہ میں بھی اس کا قول کئی بار ردوبدل کا شکار ہوگا اور معمولی سا

طالب علم بھی بحث میں اسے تشکیک میں مبتلا کر دے گا۔ ان میں سے کئی ایک جب اپنے قول پر بہت یقین سے اعتماد کرتے ہوئے استدلال کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں: بظاہر یوں ہے یا اس طرح بھی ہے اور بغیر کسی مستند اور با اعتماد دستیاب ماخذ یا دلیل کے اس طرح اظہار کرتے ہیں جیسے یہ وقت کے ابوالحسن شاذلی ہیں جو اپنے زمانے میں اہل حال کے امام تھے اور ان سے ان کے قلب پر وارد ہونے والے الہامی نکات کی وجہ سے مسائل پوچھے جاتے تھے اور ان کا الہام درست ہوتا تھا وہ اس جواب میں خطا نہیں کرتے تھے۔

تیسری وجہ:

کے حوالے سے ہم یہ کہتے ہیں کہ بلاشبہ مفتی کا حکم طبیب کا ہے، وہ امر واقعہ کو دیکھتا ہے اور پھر وقت زمانے اور انسان کے حالات کے تقاضوں کے مطابق مسئلہ بیان کرتا ہے پس مفتی دین کا طبیب ہوتا ہے اور حکیم جسمانی معالج ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو اس زمانے کے اندر موجود برائیوں کی روشنی میں احکام شرعیہ بیان کیا کرتے تھے۔

امام سبکی فرماتے ہیں اس سے مراد یہ نہیں کہ شرعی احکام زمانے کے تغیر و تبدل سے بدل جاتے ہیں بلکہ واقعات کی صورت بدل جانے سے احکام کا ایسا مجموعہ سامنے آتا ہے جو ان میں سے ہر ایک پر منطبق نہیں ہو سکتا تو جب کوئی صورت واقعہ کس مخصوص انداز سے ہمیں پیش آتی ہے تو ہم دیکھیں کہ اس کی مجموعی حالت میں شریعت کسی خاص حکم کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ امام تقی الدین سبکی کا کلام ہے جو انہوں نے اپنی اس کتاب میں برقرار رکھا ہے جو انہوں نے ایک ایسے رافضی کے بارے میں تالیف کی تھی جس پر قتل کا حکم لگایا گیا تھا اور اس کتاب کا نام کسی دوسرے (عالم) نے "الایمان الجلی لابی بکر و عثمان و علی"

رکھا ہے۔

علامہ سبکی علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ میں بھی فرمایا ہے جس کا معنی ومفہوم کچھ یوں ہے کہ ہمارے متقدمین علماء کے فتاویٰ میں بھی ایسی چیزیں ملتی ہیں جن کے مطابق حکم لگانا ممکن نہیں، کیونکہ یہ ہر حال میں مذہب ہے اور یہ کسی نہ کسی درپیش مسئلہ کے مطابق صادر ہوا ہے، شاید ان علماء نے ان درپیش معاملات اور حالات کے مطابق یہ سمجھا کہ ان پر یہی حکم لگانا زیادہ مناسب ہے اور اس مسئلہ سے گریز یا اس پر ذوام لازم نہیں ہے اور یہ مسئلہ جو رافضی کے متعلق پوچھا گیا ہے، کاش کہ وہ صرف رافضی ہی ہوتا، لیکن وہ تو زندیق اور انتہائی درجہ کے جہلا میں سے ایک جاہل ہے، میں ایک مرتبہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک میں وارد اقوال شریف سے استدلال پر اس کے انکار سے شدید حیرت ہوئی جب اس شخص نے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اس کا منہ ٹوٹ جائے، یہ کہا کہ! نبی تو محض واسطہ ہے جو کچھ انہوں نے کہا اگر وہ قرآن میں ہے تو صحیح ہے اور ان کا وہ کلام جو قرآن میں نہیں تو۔۔۔۔۔۔۔۔ آگے اس نے وہ جملہ کہا جسے دہرانے کی مجھ میں ہمت نہیں، تو میں اس کے پاس سے واپس لوٹ آیا اور آج تک پھر اس کے ساتھ نہیں بیٹھا اور ایک رسالہ تالیف کیا جس کا نام میں نے "مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة" رکھا۔

اور اس مجلس میں اس کے کہے ہوئے فقروں میں سے ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ "علی کے پاس تو علم اور بہادری تھے جبکہ ابوبکر کے پاس یہ چیزیں نہیں تھیں وہ تو صرف اپنی بیٹی کا رشتہ دینے اور نبی ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنے کی وجہ سے ان کے بعد خلافت کے حق دار بن گئے تھے"۔ اس پر میں نے اسے کہا کہ: ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابہ میں سے سب سے بڑھ کر عالم اور بہادر ہونے پر احادیث موجود ہیں؟ تو اس رافضی نے کہا: "وہ حدیثیں (معاذ اللہ) جھوٹی ہیں"، پھر انہیں باتوں کو دہرایا جو ابھی خایر بک کے حوالے سے

بیان ہوئیں ہیں اور اس سے افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دلیل کے طور پر آیت قرآنی کا مطالبہ کیا، کیونکہ وہ حدیث کو حجت نہیں سمجھتا تھا۔

تو خاربک نے بھی آیت کریمہ بیان کی اور اس نے یہ اپنے پاس سے بیان نہیں کی بلکہ اس نے عقائد کی بعض کتابوں میں سے دیکھ کر اسے اس کے سامنے پڑھا تھا تو جوجری کے لیے مناسب نہیں تھا کہ وہ اس قسم کے معاملہ میں یہ فتوی دیتا کہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق کرّم اللہ وجہہٗ العتیق کے ساتھ خاص نہیں ہے اور نہ ہی یہ ان کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے، اس طرح اس نے رافضی کے قول کی تائید کی اور اسے اس کے ناپاک عقیدہ پر قائم رہنے کی ترغیب دی اور اس دلیل کو ترک کیا جسے ان ائمہ نے برقرار رکھا ہے جن میں سے ہر ایک علم تفسیر، کلام اور اصول فقہ میں جوجری جیسے لاکھوں پر بھاری ہے۔

خدا کی قسم! اگر اس آیت کی تفسیر میں پیش کیا گیا یہ قول مرجوح بھی ہوتا تو اس قابل تھا کہ اس قسم کے معاملہ میں اس پر فتویٰ دیا جاتا، چہ جائیکہ یہ قول راجح ہے اور جس قول پر جوجری نے فتویٰ دیا وہ مرجوح ہے۔ یہ تین وجوہ وہ تھیں جو مناظرانہ ہیں۔

اب رہی وہ وجہ جو تحقیق کے پہلو سے بھی اس کے مؤقف کو ردّ کرتی ہے تو ہم عرض کرتے ہیں۔ امام بغوی نے "معالم التنزیل" میں کہا ہے: "**یرید بالاتقی الذی ماله یتزکیٰ یطلب ان یکون عنداللّٰہ زکیالا ریاء ولاسمعة ،یعنی اباکبر الصدیق . فی قول الجمیع.**"

ترجمہ: الاتقی سے مراد وہ (شخصیت) ہے جو حصول تزکیہ کے لیے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اس کا مقصود بغیر ریاء و بناوٹ کے محض اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہونا ہے یعنی تمام مفسرین کے نزدیک اور امام ابن الخازن اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الاتقی هنا ابو بکر الصدیق فی قول جمیع المفسرین .

ترجمہ: الاتقی سے مراد یہاں تمام مفسرین کے اقوال کے مطابق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أجمع المفسرون هنا على أن المراد بالأتقى أبو بكر و ذهبت الشيعة الى أن المراد به علي.

ترجمہ: تمام مفسّرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہاں الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق ہیں جبکہ شیعہ اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد علی ہیں۔

تو ان تینوں ائمہ کی نقل فرمودہ عبارت پر غور کرو کہ اس بات پر تمام مفسّرین کا اجماع ہے کہ اتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں نہ کہ ہر متقی۔

اور اصفہانی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے:

" خص الصلى بالأ شقى و التجنب بالاتقى.......الخ

ترجمہ: ملاپ کو بدبخت اور اجتناب کو سب سے بڑے متقی سے خاص کیا ہے۔ بے شک اس سے معلوم ہو گیا کہ ہر بدبخت اس سے ملے گا اور ہر متقی اس سے بچے گا، ملاپ صرف اشقی الاشقیاء (سب سے بڑے بدبخت) اور اجتناب صرف اتقی الاتقیاء (سب سے بڑے متقی) کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ سب سے بڑے مشرک اور سب سے بڑے مومن کے متعلق بطور موازنہ وارد ہوئی ہے تو یہاں ارادہ ان دونوں میں پائی جانے والی متضاد صفات میں مبالغہ کا کیا گیا ہے سو اس لیے فرمایا گیا: الاشقی اور اسے آگ سے یوں ملایا گیا گویا کہ جہنم کی آگ پیدا ہی اس کے لیے کی گئی ہے اور فرمایا گیا: الاتقی (سب سے بڑا متقی) اور اسے نجات سے خاص کیا گویا کہ جنت پیدا ہی اس کے لیے کی گئی ہے، انتہیٰ۔

اور یہ عبارت واضح ہے کہ اتقی سے مراد اتقی الاتقیاء علی الاطلاق ہے نہ کہ مطلق متقی

اور اتقی الاتقیاء علی الاطلاق انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام نسفی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

" الأتقى الأكمل تقوى . وهو صفة ابى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه قال. ودَلَّ علىٰ فضلهِ علىٰ جميع الأمة. قال تعالىٰ! اِنَّ اكرَمَكُم عندَ الله اتقاكُم .

ترجمہ: الاتقی سے مراد وہ ہے جو تقویٰ میں کامل ترین ہو، اور یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت ہے۔ اور فرمایا: اور تمام امت پر ان کی فضیلت میں یہ فرمان الٰہی دلالت کرتا ہے۔

ترجمہ: بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز ترین وہ ہے جو سب سے بڑا متقی ہے۔

علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: الاتقی ابو بکر صدیق ہیں اور کچھ اہل لغت نے کہا ہے کہ اشقی اور اتقی سے مراد شقی اور تقی ہے جیسا کہ طرفہ کا شعر ہے:

تمنّى رجال أن اموت و إن امت
فتلك سبيلٌ لستُ فيها باوحد

ترجمہ: لوگوں کی آرزو ہے کہ میں مر جاؤں، اور اگر میں مر بھی جاؤں تو یہ وہ راستہ ہے جس میں، میں اکیلا نہیں ہوں۔

یعنی واحد اور وحید یعنی میں تنہا اور اکیلا۔ تو یہاں اس نے فعیل کی جگہ اُفعل کو رکھا ہے یہ وہ کلام ہے جو بعض اہل لغت سے منقول ہے اور اس کلام کی بنا پر جوجری نے جمیع مفسرین کے اقوال سے اجتناب کرتے ہوئے چند اہل نحو کے قول کی طرف رجوع کرتے ہوئے مذکورہ فتویٰ دیا ہے۔

علامہ ابن الصلاح فرماتے ہیں:

''میں نے کتب تفسیر میں جہاں لکھا دیکھا کہ'' اہل معانی'' کہتے ہیں تو اس سے مصنفین کی مراد معانی القرآن پر لکھنے والے جیسے زجاج، فراء، اخفش اور ابن الانباری وغیرہ ہیں''۔ جیسا کہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں یہی کلام بعض نحویوں کے حوالے سے نقل کیا اور پھر فرمایا:

صحیح وہی ہے جو مفسرین کے حوالے سے احادیث و روایات میں آیا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں رضائے الٰہی کی خاطر، ان کے غلاموں کو آزاد کرنے کے باعث اتری ہے۔ تو آپ نے ان نقول کو ملاحظہ کیا جو الجوجری کے فتویٰ میں مذکور اس کلام کا مدار ہیں جو اس نے اس آیت سے متعلق بعض اہل لغت اور مفسرین کے حوالے سے بیان کیا ہے اور وہ بھی ملاحظہ کیا جو اس آیت کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق روایات و آثار میں ہے اور بعد والے مفسرین کی توثیق و تصحیح کے ساتھ صیغہ کو اس کے باب کے مطابق برقرار رکھنے کے حوالے سے وارد ہوا ہے۔

یہ تو ہوا بلحاظ تفسیر اس قول کی ترجیح کا بیان، اب اصول فقہ اور عربی زبان کے حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ جوجری کا یہ کہنا کہ:

" ان العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب....الخ"

''اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ سبب کی خصوصیت کا''

یہ تب قابل توجہ ہے جب کہ لفظ میں عموم ہوتا، کہ اس کا اعتبار کیا جا سکے۔ جبکہ آیت میں سرے سے کوئی اصولی عموم ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو خصوصیت کے بارے میں نص ہے اور اس کا بیان دو طرح سے ہے۔ پہلا یہ کہ بلاشبہ اس قسم کے صیغہ میں عموم کا فائدہ

(اَل) موصولہ یا تعریفیہ سے ہوا کرتا ہے جبکہ یہ (اَل) الف لام ہرگز موصولہ نہیں ہے کیونکہ اتقیٰ افعل التفضیل کا صیغہ ہے اور نحویوں کے اجماع کے مطابق الف لام (ال) موصولہ افعل التفضیل پر وارد نہیں ہوتا یہ صرف اسم فاعل اور اسم مفعول پر وارد ہوتا ہے اور صفت مشبّہہ میں اختلاف ہے، جبکہ افعل التفضیل پر بلا اختلاف اس کا اطلاق نہیں ہوتا، اور رہا (ال) تعریفیہ، تو یہ عموم کا فائدہ صرف اس وقت دیتا ہے جبکہ جمع پر وارد ہو تو اگر یہ واحد پر وارد ہو تو اس کا فائدہ عمومی نہیں ہوتا جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے اسے اختیار کیا ہے۔ اور جس کسی نے کہا کہ یہ اس صورت میں فائدہ دیتا ہے تو اس نے بھی یہ قید لگائی ہے کہ یہ اس صورت میں ہوگا اگر (ال) عہد کا نہ ہو۔ بصورت دیگر ہرگز اس کا یہ فائدہ نہیں ہوگا یہ علم الاصول میں مقررہ قاعدہ ہے اور ''اتقیٰ'' واحد ہے نہ کہ جمع اور عہد اس میں موجود ہے تو یوں اس میں ہرگز عموم نہیں ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ ''الاتقیٰ'' میں عموم نہیں ہے۔ تو پوری توجہ سے سمجھو: یہ نفیس تحقیق ہے جو اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ صدیقیت کی حمایت میں مجھ پر کھولی ہے۔

(دوسری قسم) یا جہت یہ ہے کہ ''الاتقیٰ'' افعل التفضیل کا صیغہ ہے اور افعل التفضیل میں عموم ہوتا ہی نہیں بلکہ یہ بنا ہی خصوصیت کے لیے ہے تو یقیناً یہ موصوف کی کسی صفت کے ساتھ یکتائی کو یوں ظاہر کرتا ہے اس میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہے، جیسا کہ تم کہتے ہو

زید'' افضلُ النّاس　　　　زید سب لوگوں سے افضل ہے۔

اور افضل عقلی و نقلی ہر لحاظ سے خصوص کا صیغہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ اس کے سوا کوئی اور کبھی بھی اس میں شامل ہو تو اس سے واضح ہو گیا کہ اتقیٰ میں کوئی عموم نہیں ہے اور امام اصبہانی کی تقریر بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے جہاں انھوں نے کہا ہے: پھر اگر تم پوچھو کہ کیسے کہا ہے:

کہ اس سے نہیں ملے گا مگر بد بخت ترین اور بچے گا تو متقی ترین، تو بلا شبہ معلوم ہو گیا کہ ہر بد بخت اس سے ملے گا اور ہر متقی اس سے بچے گا۔ تو ملاپ اشقی الاشقیاء اور نجات اتقی الاتقیاء سے خاص نہ ہوئے اور اگر تم یہ گمان کرو کہ نار کو نکرہ لائے ہیں جس سے آگ کے بالذات بد بخت ترین شخص کیساتھ مخصوص ہونے کا ارادہ کیا ہے تو اس فرمان کا کیا کرو گے ''وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی'' اور متقی ترین شخص ضرور اس سے بچے گا۔ تو یوں بالیقین معلوم ہو گیا کہ گناہ گار ترین مسلمان اس خاص آگ سے بچے گا نہ کہ جو ان میں سے بطور خاص متقی ترین ہو گا۔

میں (سیوطی) کہتا ہوں: کہ یہ آیت کریمہ مشرکوں کے بڑے اور مومنوں کے بڑے بزرگ کے متعلق بطور موازنہ وارد ہوئی ہے تو یہاں مقصود ان دونوں کی متضاد صفات میں مبالغہ ہے تو اس لیے فرمایا گیا: الاشقی اور اسے آگ سے اس طرح خاص کیا گیا ہے گویا کہ نار جہنم پیدا ہی اس کے لیے کی گئی ہے اور فرمایا گیا ''الاتقی'' اور اسے نجات سے یوں خاص کیا گیا جیسا کہ جنت پیدا ہی اس کے لیے کی گئی ہے یہ عبارت علامہ اصفہانی کی ہے جو ان کے صیغہ افعل التفضیل سے خصوصیت کا استدلال کرنے کے بارے میں نہایت واضح ہے۔

اور اہل لغت میں سے جو کوئی بھی اس کے عموم کی طرف گیا ہے تو وہ اتقی' کا مطلب متقی کرنے کے لیے تاویل کا محتاج ہے تا کہ اسے تفضیل کے زمرے سے نکال سکے اور یہ سراسر مجاز ہے جبکہ مجاز اصل کے خلاف ہوتا ہے اور بغیر دلیل کے اس کی طرف نہیں جایا جاتا اور اس سلسلہ میں مروی وہ احادیث ہیں جو اس کے شان نزول سے متعلق آئی ہیں اور مفسرین کا اجماع ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا ہے لہذا ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کلام اپنی حقیقت کے مطابق بصیغہ تفضیل ہے اور لام یہاں عہد کا ہے اور اس میں عموم بالکل نہیں

ہے۔

پھر اگر تم کہو کہ عموم لفظ الاتقیٰ سے ماخوذ نہیں بلکہ لفظ ''الذی'' سے نکلتا ہے تو یقیناً الذی صیغہ عموم ہے۔

میں (سیوطی) کہتا ہوں: یہ تمہاری غفلت اور عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کیونکہ الذی یقیناً اتقی کی صفت ہے اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اتقی خاص ہے، تو لازم ہوا کہ اس کی صفت بھی خاص ہو جیسا کہ عربی کے قواعد اس سلسلہ میں مقرر ہیں کہ صفت موصوف سے ہٹ کر نہیں ہوتی بلکہ اس کے برابر یا اس سے زیادہ خاص ہوتی ہے اس کلام کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ اور اس پر اپنی دونوں داڑھیں گاڑ دے، جیسا کہ فرمان الٰہی میں ہے کہ

وَمَا لِاَ حَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِعْمَۃٍ تُجْزیٰ ۔(اللیل:۱۹)

ترجمہ: اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

اور آیت کریمہ : ولسوف یرضیٰ۔(اللیل:۲۱)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

جو خصوصیت پر دلالت کرنے والی نص کی طرف اشارہ ہے اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی خصوصیت کو برقرار رکھا ہے اور اسی آیت سے ایک دوسرے طریق سے ان کی افضلیت پر استدلال کیا ہے فرماتے ہیں:

ہمارے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ ''الاتقیٰ'' سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیعہ کا موقف ہے کہ اس سے مراد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جبکہ دلائل اس کو رد کرتے ہیں اور پہلے کی تائید کرتے ہیں اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہاں اتقی سے مراد افضل الخلق ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔(الحجرات:۱۳)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

اور اکرم ہی افضل ہے تو یہاں مذکور ''اتقی'' اللہ کے نزدیک بہترین مخلوق ہے اور پوری امت اسی بات پر متفق ہے کہ رسول ﷺ کے بعد بہترین ہستی یا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آیت کا اطلاق حضرت علی پر ممکن نہیں ہے تو اس لیے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ممکن نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد اس اتقی کی صفت میں فرمایا گیا ہے:

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِعْمَۃٍ تُجْزٰی .

اور یہ وصف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق نہیں آتا اس لیے وہ تو نبی کریم ﷺ کی کفالت میں رہے ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے انھیں ان کے والد (ابوطالب) سے لیا تھا اور آپ ﷺ انھیں کھلاتے، پلاتے، اور پہناتے تھے اور ان کی تربیت فرماتے تھے اس طرح نبی ﷺ تو انھیں نعمت دینے والے ہوئے اور اس نصیحت کا بدلہ دینا بھی لازم آتا ہے جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نبی کریم ﷺ کی طرف سے کوئی دنیوی نعمت نہیں تھی بلکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول ﷺ پر خرچ کرتے تھے اس کے بر عکس ان پر تو نبی ﷺ کی طرف سے دین کی طرف رشد و ہدایت کی نعمت تھی اور یہ وہ نعمت ہے جس کا بدلہ نہیں ہے جیسا کہ فرمان ہے:

لا اسأ لکم علیہ اجراً . میں تم سے اس کا بدلہ نہیں مانگتا

اور یہاں صرف مطلق نعمت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ اس نعمت کا تذکرہ ہو رہا ہے جس کی جزاء ممکن نہیں ہے تو معلوم ہو گیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی کے حسب حال نہیں ہے، اور جب ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے مراد وہ ہے جو افضل الخلق ہو تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اب اس آیت سے مراد یا تو حضرت ابوبکر ہیں یا حضرت علی! اور یہ بھی پایہ ثبوت کو پہنچ

گیا کہ آیت کریمہ حضرت علی کے حسب حال نہیں ہے تو پھر اس کا اطلاق صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی ہو سکتا ہے اور اس آیت کی دلالت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الامت ہیں۔

امام کا کلام یہاں ختم ہوا۔

فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ ☆

☆ تکمیل ترجمہ: ۱۱۔۱۔۱۸ منگل قبل ظہر۔

تخریج حوالہ جات

(الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق)

۱۔ مسند البزار، ج:۳،ص:۸۲۔۸۱، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۹۸۴/۱۴۰۴ھ۔

۲۔ الطبری، ابن جریر، امام: جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج:۱۰، ص۴۷۹، طبع: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

۳۔ ابن المنذر، کتاب تفسیر القرآن، ۔ہنوز مکمل طبع نہ ہوسکی۔صرف ابتدائی دو جزء مطبوعہ صورت میں دستیاب ہیں۔ طبع: دار المآثر مدینۃ المنورہ۔

۴۔ کتاب الشریعۃ: (حوالہ نہیں مل سکا)۔

۵۔ تفسیر ابن ابی حاتم: ابن ابی حاتم، ج:۱۰ص:۳۳۴۱، طبع المکتبۃ العصریہ صیدا۔

۶۔ الطبری، ابن جریر، امام: جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج:۱۰، ص:۴۷۱ طبع: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

۷۔ مستدرک حاکم: الحاکم، ابو عبداللہ، نیشاپوری، ج:۲، ص:۵۲۵، طبع دار المعرفۃ بیروت، لبنان۔

۸۔ تفسیر ابن جریر طبری: الطبری، ابن جریر، امام: جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج:۱۰، ص۴۷۹، طبع: موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

۹۔ تفسیر ابن ابی حاتم: ابن ابی حاتم: ج:۱۰، ص:۳۳۴۰، طبع المکتبۃ العصریہ صیدا۔

۱۰۔ کتاب الشریعۃ:۔۔۔دیکھئے: نمبر۴

۱۱۔ تفسیر بغوی: بغوی: معالم التنزیل، ج:۸، ص:۴۴۹، طبع دار الطیبہ الریاض۔

۱۲- تفسیر قرطبی: القرطبی محمد بن احمد، ج:۲۰،ص ۸۸،طبع دار عالم المکتب الرّیاض۔
۱۳- کتاب الشریعۃ :حوالہ نہیں مل سکا۔
۱۴- تہذیب الاسماء واللغات: النووی، ابوزکریا شرف، ج:۱،ص:۷۰،
طبع: دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۱۵- مفتاح الجنۃ: السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، طبع: جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ
مکتبۃ الصحابۃ جدّہ۔
۱۶- تفسیر بغوی: بغوی: معالم التنزیل، ج:۸،ص:۴۴۸،طبع دار طیبہ الرّیاض۔
۱۷- تفسیر خازن: الخازن، علی بن محمد، البغدادی، ج:۷،ص:۲۵۶،طبع دار الفکر بیروت
۱۸- تفسیر کبیر: رازی، فخر الدین، ج:۱۷،ص:۱۸۵،طبع:
۱۹- تفسیر نسفی: النسفی، ابوالبرکات عبداللہ بن احمد، ج:۴،ص:۲۷۸،
طبع: دار النفائس بیروت۔
۲۰- تفسیر قرطبی: القرطبی، محمد بن احمد، ج:۲۰،ص:۸۸،
طبع: دار عالم الکتب، الرّیاض۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (الزمر:٣٣)

اور جو یہ سچ لے کر آئے اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی در حقیقت وہی پرہیزگار ہیں۔

الرّوض الانیق فی فضل الصّدیق

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

(٨٤٩-٩١١ھ)

فضائل و مناقب صدّیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ پر مشتمل

چالیس احادیث کا ایمان افروز مجموعہ

ترجمہ و تخریج: علامہ محمد شہزاد مجدّدی

دارُالاخلاص لاهور

انتساب

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ
امّ الخیر سلمیٰ بنت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے نام

نہ امّ الخیر جیسی ماں کوئی ہو گی زمانے میں
نہ ثانی کوئی پیدا ہوگا اب صدّیق اکبر کا

تمہید

حضرت امیر المومنین خلیفۃ الرسول بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں میں پہلے مسلمان اور اوّلین صحابی ہیں۔ آپ کے منصب صحابیت کا تذکرہ قرآن پاک کی سورۂ توبہ میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا......الخ (التوبۃ:۴۰)

ترجمہ: دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور جبکہ اس نے اپنے صحابی سے کہا غم نہ کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

صحیح بخاری میں اس معیت الہیہ کی بشارت درج ذیل الفاظ میں مروی ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تشویش پر ان الفاظ سے ان کی تشفی فرمائی ۔مَاظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اَللّٰہُ ثَالِثُھُمَا

(بخاری، مناقب، رقم):۳۳۱۰، مسلم:۴۳۸۹)

ترجمہ: ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

بچپن اور جوانی کے پاکیزہ ادوار سے لے کر غار و مزار تک کی رفاقتوں کے یہی وہ مقدس مراحل ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثانی اسلام اور بالاصالت خلیفۃ الرسول کے منصب پر فائز کر دیا اور آپ بالاتفاق امام الصحابہ اور رئیس الصدیقین کی اعلیٰ مسند پر فائز نظر آتے ہیں۔

قرآن پاک کی آیات آپ کے فضائل و مناقب کی گواہی دیتی ہیں۔ زبان

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی خدمات واحسانات کا اعتراف فرماتی ہے اور جلیل القدر صحابہ خصوصاً حضرت عمر ابن خطاب اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے مداحین و معتقدین میں سرفہرست دکھائی دیتے ہیں۔

ائمہ تصوف آپ کے ارشادات و تعلیمات اور سیرت کے تابناک پہلوؤں سے روشنی لیتے ہوئے احوال و معارف کے باب میں انہیں بطور سند پیش کرتے ہیں۔

ائمہ طریقت و تصوف کا اجماع ہے کہ اس امت کے اولین و عظیم ترین صوفی بھی حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ "السابقون الاوّلون" کے اس قدسی صفات گروہ کے سرخیل ہیں، جنہیں ایمان واسلام اور تمام امور خیر میں اوّلیت و سبقت کی سند خود رب العالمین نے عطا کی ہے۔

اہل تاریخ و سیر نے آپ کی اوّلیات کو خصوصی اہمیت کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اوّلیات

محدثین و مورخین نے حضرت ابوبکر صِدّیق کے ان کارناموں کا الگ الگ ذکر کیا ہے جن میں آپ نے سب سے پہلے سبقت کی ہم ذیل میں ان کی مختصر فہرست یہاں نقل کرتے ہیں۔

۱۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔

۲۔ قرآن مجید کا نام سب سے پہلے آپ نے مصحف رکھا۔

۳۔ قرآن مجید کو سب سے پہلے آپ نے جمع کرایا۔

۴۔ سب سے پہلا شخص جس نے کفار قریش کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں جنگ لڑی اور ضربات شدیدہ برداشت کیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہیں۔

۵۔ اسلام میں سب سے پہلے جس نے مسجد بنائی وہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں۔ ''حضرت صدیق اوّل کسے است کہ مسجد بنا کرد وا علام اسلام نمود۔''

٦۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جس کو سب سے پہلے حج کی امامت کا شرف حاصل ہوا وہ آپ ہی ہیں۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو باصرار نماز کی امامت کا حکم فرمایا اور خود بھی اس کے پیچھے اقتدا کی وہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

۸۔ سب سے پہلے خلیفۂ راشد ہیں اور سب سے پہلے شخص ہیں جو اس لقب (خلیفۃ الرسول) سے پکارے گئے۔

۹۔ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کو باپ کی زندگی میں خلافت ملی۔

۱۰۔ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کا نفقہ رعایا نے مقرر کیا۔

۱۱۔ سب سے پہلے بیت المال آپ نے قائم کیا۔

۱۲۔ سب سے پہلے دوزخ سے نجات کی خوش خبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہی دی اور عتیق کے لقب سے مشرف فرمایا۔

۱۳۔ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے بارگاہ نبوت سے کوئی لقب حاصل کیا۔

۱۴۔ سب سے پہلے آپ نے ہی فرمایا ''البلاء موکل بالمنطق''

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تھے ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے لیکن جب مدینہ پہنچے صرف پانچ ہزار درہم باقی رہ گئے تھے۔ باقی رقم سب کی سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دی۔

قرآن پاک کی سورۂ حدید میں صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس خصوصیت کو بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ ؟ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط (الحدید:۱۰)

ترجمہ: ''تم میں سے وہ لوگ جو فتح مکہ سے پہلے خرچ کرتے تھے اور قتال کرتے تھے وہ درجہ کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا۔'' (سورۂ حدید: آیت ۱۰)

صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانی و مالی خدمات کا اعتراف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار مجمع عام میں فرمایا۔

حدیث اور تاریخ وسیر کی کتابوں میں اس قسم کے متعدد مواقع کا ذکر ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔

مَانفعنی مَالُ اَحَدٍ قطُّ مَانفعنی مَالُ اَبی بَکرٍ.

ترجمہ: (ابوبکر کے مال نے مجھ کو جو نفع پہنچایا ہے کسی اور کے مال نے اتنا نہیں پہنچایا۔

(مناقب ابی بکر صدّیق۔ جامع ترمذی)

ایک دوسرے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ امتنان وتشکر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ: بلاشبہ جان و مال کے لحاظ سے ابوبکر سے زیادہ مجھ پر کسی اور کا احسان نہیں ہے۔''

تو حضرت ابوبکر رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ جان اور مال کیا کسی اور کے لیے بھی ہے۔ (کنز العمال ۶/ ۳۱۶)

حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جن احسانات وخدمات کا اعتراف

ہمارے آقا مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برملا فرمایا ہے یقیناً پوری امت مسلمہ مل کر بھی ان کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔ بقول اقبال:

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اوّلِ سینائے ما
ہمت او کشت ملت را چو ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

پیش نظر مختصر رسالہ جو چہل احادیث پر مشتمل ہے، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت کی ایک بہترین صورت ہے۔ جسے پیش کرنے کی سعادت خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ کے حصہ میں آئی ہے۔ فضائل ومناقب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مشتمل یہ اربعین اردو ترجمہ اور تخریج کے ساتھ آپ تک پہنچانے کا شرف ''دارالاخلاص'' (ریلوے روڈ لاہور) کو حاصل ہو رہا ہے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس مخلصانہ کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے

(آمین)

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

محمد شہزاد مجددی
۴۹۔ ریلوے روڈ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ خیر ھذہ الأمۃ أبا بکر الصدّیق، ورفع مقامہ‘ علی کل مقام بزیادۃ الیقین والتصدّیق......شیخ الا سلام علی التحقیق، أحمدہ‘ و ھو بکل حمد خلیق،واشھد أن لا الہ الا اللّٰہ وحدہ‘ لا شریک لہ‘ شھادۃ توسّع علیٰ قائلھا کل ضیق واشھد أنّ سیّدنا محمّداً عَبْدُہ‘ وَ رَسُوْلُہ‘ النّبیُّ الرّفیق صلّی اللّٰہ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و ازواجہ و ذرّیتہ اولی الرّشاد والتوفیق.

أمّا بعد! فھذا کتاب لقّبتہ‘ ”الرّوضُ الانیق فی فضل الصِدّیق“اوردت فیہ اربعین حدیثا مختصرۃ سھل حفظھا علیٰ من اراد ذلک من البررۃ،واسال اللّٰہ ان ینفعنا بالانتساب الیہ و یجمعنا و ایّاہ‘ فی دار الزلفاء لدیہ بمحمّدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم آمین آمین آمین.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو اس امت میں سب سے بہتر بنایا اور انہیں یقین وتصدّیق کے ہر مقام پر دوسروں سے بلند تر رکھا، تحقیق کہ آپ شیخ الاسلام ہیں۔

میں اللہ کی ثناء بیان کرتا ہوں کہ وہ ہر قسم کی حمد سے متصف ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا اور لاشریک ہے، وہ شہادت جو اپنے اقرار کنندہ پر آنے والی ہر تنگی کو وسعت میں بدل دیتی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے، اس کے رسول اور مہربان نبی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے آل واصحاب وازواج وذریت پر جو اہل ارشاد وتوفیق ہیں۔ امابعد......

یہ کتاب جسے میں نے ”الرّوض الانیق فی فضل الصدّیق“ کا لقب دیا ہے۔ مَیں

اس میں مختصر چالیس احادیث لایا ہوں جو انہیں حفظ کرنے اور یاد رکھنے والے نیک آدمی کے لیے نہایت آسان ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اپنی نسبت کا نفع عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ قرب میں اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین

حدیث نمبر ۱

عن عائشة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:

"ابی اللّٰہ والمؤمنون ان یختلفوا علیک یا ابابکر" اخرجہ الامام احمد.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ اور ایمان والے تیرے بارے میں اختلاف کو ناپسند کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲

عن انس انّ رسولَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "ابوبکر و عمر سیّدا کھول اھل الجنة من الاوّلین والآخرین، ما خلا النبین والمرسلین." اخرجہ الضیاء فی مختارہ و جمع کثیرون

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابوبکر اور عمر اوّلین و آخرین میں سے جنتی بزرگوں کے سردار ہیں، سوائے انبیاء کرام (علیہم السلام) کے۔ اسے ضیاء المقدسی نے مختارہ میں اور اکثر ائمہ نے نقل کیا ہے۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دوجہاں
اے مرتضیٰ! عتیق وعمر کو خبر نہ ہو

حدیث نمبر۳

عن سعید بن زید ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ابوبکر فی الجنة و عمر فی الجنة و عثمان فی الجنة،و علی فی الجنة،وطلحة فی الجنة، والزبیر فی الجنة،وعبدالرحمن بن عوف فی الجنة ،وسعد بن ابی وقاص فی الجنة، و سعید بن زید فی الجنة،وابو عبیدة ابن الجراح فی الجنة۔"

اخرجه' الضیاء فی مختاره، و جمع اخرون.

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر جنتی ہے،عمر جنتی ہے،عثمان جنتی ہے علی جنتی ہے،طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہے،سعد بن ابی وقاص جنتی ہے،سعید بن زید جنتی ہے،ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہم) جنتی ہے۔(اسے ضیاء نے مختارہ میں اور دیگر کثیر ائمہ نے روایت کیا ہے)۔

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حدیث نمبر۴

عن المطلب بن عبداللّٰہ بن حنطب عن ابیه عن جده وماله غیره اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:"ابوبکر و عمر منی کمنزلة

السّمع والبصر من الراس" اخرجه الباوردی وابو نعیم وغیر هما.

ترجمہ: حضرت مطلب بن عبداللہ بن حطب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) میرے لیے ایسے ہیں جیسے سر میں آنکھیں اور کان ہوتے ہیں۔

اصدق الصادقیں، سید المتقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

حدیث نمبر ۵

عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:" ابوبکر و عمر من هذا الدین، کمنزلة السمع والبصر من الراس." اخرجه ابن النجار، واخرجه الخطیب فی تاریخه عن جابر.

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس دین میں ایسے ہیں جیسے چہرہ میں آنکھیں اور کان ہوتے ہیں۔(اسے ابن النجار اور خطیب نے اپنی تاریخ میں جابر سے روایت کیا)۔

حدیث نمبر ۶

عن جابر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عله وسلم قال:"ابوبکر الصدّیق وزیری و خلیفتی علی امتی من بعدی، و عمر ینطق علی لسانی، و علی ابن عمی

واخي و حامل رايتي،وعثمان مني و أنا من عثمان." اخرجه الطبراني في الكبير،وابن عدى في الكامل و غيرهما.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر صدّیق میرے بعد میری امت کے لیے میرا وزیر اور خلیفہ ہے، اور عمر میری زبان سے بولتا ہے اور علی میرا چچازاد بھائی اور میرا پرچم بردار ہے اور عثمان مجھ سے ہے اور میں عثمان سے ہوں۔

اسے طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عدی وغیرہما نے کامل میں روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۷

عن شدّاد بن أوس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبوبكر أراف أُمّتي وأرحَمُها، وعمر خير امتي واعدلها و عثمان بن عفان احي امتي واكرمها و علي بن ابي طالب الب امتي واشجعها وعبد الله بن مسعود ابر امتي وآمنها وابوذر ازهد امتي واصدقها وابو الدرداء اعبد امتي واتقاها ومعاوية بن ابي سفيان احكم امتي و اجودها." اخرجه ابن عساكر و ضعفه واخرجه غيره ايضا.

ترجمہ :حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر میری امت میں سب سے بڑھ کر نرم مزاج اور رحم دل ہے اور عمر میری امت میں بہترین اور عادل ہے اور عثمان بن عفان میری امت میں سے زیادہ حیا اور عزت والا ہے اور علی میری امت میں سب سے بڑھ کر دانا اور شجاع ہے اور عبداللہ بن مسعود میری

امت میں زیادہ نیک اور امن والا ہے اور ابوذر غفاری میری امت میں زیادہ زاہد اور صدق والا ہے اور ابوالدرداء میری امت میں زیادہ عبادت گزار اور متقی ہے اور معاویہ بن ابی سفیان میری امت میں زیادہ حلم اور سخاوت والا ہے۔ اسے ابن عساکر نے نقل کیا اور اس کی تضعیف کی جبکہ دیگر علماء نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۸

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ابوبكر و عمر خير الاولين و خير اهل السموات و خير اهل الارض، الا النبيينَ والمرسلين." اخرجه ابن عدى والحاكم فى الكنىٰ، والخطيب فى تاريخه

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر وعمر اگلوں میں سب سے بہتر ہیں اور زمین والوں اور آسمان والوں میں سب سے بہتر ہیں سوائے انبیاء ومرسلین کے۔ اسے ابن عدی اور حاکم نے (الکنیٰ میں) اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۹

عن عكرمة بن عمار عن اياس بن سلمة بن الاكوع عن ابيه انَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قالَ: "ابوبكر خير الناس بعدى، الا ان يكون نبى" اخرجه ابن عدى والطبرانى فى الكبير وغيرهما

ترجمہ: حضرت عکرمہ بن عمار، الیاس بن سلمۃ بن اکوع سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ابوبکر میرے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ نبی نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

عن ابن عباس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلم قال: "ابوبكر صاحبي و مونسي في الغار فاعرفوا له ذلك، فلو كنت متخذا خليلا لا تخذت ابابكر." اخرجه عبداللّٰه بن الامام احمد في زوائد المسند والديلمي و غيرهما.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ابوبکر میرا یار غار اور ساتھی ہے تو اسے اس بات سے آگاہ کردو، پس اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ اسے عبداللہ بن الامام احمد نے زوائد مسند میں اور دیلمی وغیرہما نے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۱۱

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: "ابوبكر و عمر مني كعيني في راسي، وعثمان بن عفان مني كلساني في فمي، و علي بن ابي طالب مني كروحي في جسدي." اخرجه ابن النجار

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) میرے لیے ایسے ہیں جیسے چہرے میں آنکھیں اور

عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) میرے لیے ایسے ہے جیسے منہ میرے میں میری زبان اور علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) میرے لیے ایسے ہے جیسے میرے جسم میں میری روح ہے۔
اسے ابن النجار نے نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "ابوبکر و عمر منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ." اخرجہ الخطیب فی تاریخہ وغیرہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) میرے لیے ایسے ہیں جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لیے حضرت ہارون۔ (علیہ السلام)

اسے خطیب وغیرہ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "ابوبکر منی و انا منہ، و ابوبکر اخی فی الدنیا والاخرۃ" اخرجہ الدیلمی

ترجمہ: حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ (اسے دیلمی نے روایت کیا)۔

حدیث نمبر ۱۴

عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: "ابوبکر و عمر خیر اهل السموات واهل الارض، وخیر من بقی الی یوم القیامة."

اخرجه' الدیلمی

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) زمین وآسمان والوں سے بہتر ہیں اور قیامت تک آنے والے ہر شخص سے بہتر ہیں۔ (اسے دیلمی نے روایت کیا)۔

حدیث نمبر ۱۵

عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:
"ابوبکر عتیق اللّٰه من النار." اخرجه' ابونعیم فی المعرفة

ترجمہ: حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو اللہ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔
(اسے ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ میں نقل کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۱۶

عن انس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: "ابوبکر وزیر یقوم مقامی، و عمر ینطق بلسانی وانا من عثمان و عثمان منی، کانی بک یا ابابکر تشفع لامتی." اخرجه ابن النجار، ووصف عمر بما ذکر لانه من المحدثین

الذین تنطق الملائکه علی السنتهم فاعلم

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر میرا وزیر اور قائم مقام ہے اور عمر میری زبان سے بولتا ہے اور عثمان میرا ہے، میں عثمان کا ہوں۔ گویا اے ابوبکر تیرے ذریعے میری امت کی شفاعت ہوگی۔

اسے ابن النجار نے روایت کیا۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس صفت سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان محدثین میں سے ہیں جن کی زبانوں سے فرشتے کلام کرتے ہیں)

حدیث نمبر ۱۷

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "اتانی جبریل فاخذ بیدی فارانی باب الجنة الذی یدخل منه امتی." قال ابوبکر: وددت انی کنت معک حتی انظر الیه، قال: امااِنک یا ابا بکر اول من یدخل الجنة من امتی." اخرجه ابوداود وغیره، و صحّحه الحاکم من طریق اخر

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس جبریل آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس میں سے میری امت داخل ہوگی۔ تو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازے کو دیکھتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! تو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

(اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور حاکم نے دوسری سند سے اسے صحیح کہا۔)

حدیث نمبر۱۸

عن علی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:"اتانی جبریل فقلت:من یھاجر معی قال: ابوبکر و ھویلی امعک بعدک و ھو افضل امعک." اخرجہ الدیلمی.

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس جبریل آئے تو میں نے پوچھا: میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ انہوں نے کہا: ابوبکر، اور وہی آپ کے بعد آپ کی امت سے ملے گا اور وہی آپ کی امت میں سب سے افضل ہے۔ (دیلمی)

حدیث نمبر۱۹

عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:اتانی جبریل فقال لی:یا محمد ان اللّٰہ یامرک ان تستشیر ابابکر."اخرجہ تمام

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جبریل میرے پاس آئے اور مجھے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو ابوبکر صدیق سے مشاورت کا حکم دیتا ہے۔

اسے تمام نے روایت کیا۔

حدیث نمبر۲۰

عن ابی الدرداء قال:" رای النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رجل مشی

امـام ابـابـكـر فقال له: اتمشي امام من هو خير منک،ان ابابكر خير من طلعت عليه الشمس و غربت."

واخـرج الـحديث ابو نعيم فى فضائل الصحابة و لفظة:" اتمشى امام من هـو خيـر مـنـک الم تعلم ان الشمس لم تشرق او تغرب على احد خير من ابـى بـكـر،ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبيين والمرسلين على احد افضل من ابى بكر.

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں کہا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے چلتے دیکھا تو اسے فرمایا!

کیا تم اپنے سے بہتر کے آگے چلتے ہو؟ بے شک ابوبکر ہر اس شخص سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے۔

کیا تم اپنے سے بہتر کے آگے چلتے ہو۔کیا تم جانتے نہیں کہ سورج کبھی ابوبکر صدیق سے بہتر شخص پر نہیں چمکا اور نہ اس سے بہتر شخص پر کبھی غروب ہوا ہے،انبیاء ومرسلین (علیہم السلام) کے بعد سورج کبھی ابوبکر صدیق سے بہتر شخص پر نہ طلوع ہوا ہے نہ غروب۔

حدیث نمبر ۲۱

عـن ابـى امـامة ان رسـول الـلّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: اتيت بكفة ميـزان فوضعت فيها وجي بامتى فوضعت فى الكفة الاخرى،فرجحت بامتى،ثم رفعت وجي بابي بكر فوضع فى كفة الميزان فرجع بامتى،ثم رفع ابوبكر وجي بـعـمـر بـن خـطـاب فـوضـع فـى كفه الميزان فرجع بامتى، ثم رفع الميزان الى

السماء و انا انظر الیه." اخرجه ابو نعیم فی الفضائل.

ترجمہ: حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس ترازو کا ایک پلڑا لایا گیا اور مجھے اس میں رکھا گیا اور پھر میری امت کو لا کر دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ تو میں اپنی امت پر بھاری رہا۔ پھر مجھے ہٹا کر ابوبکر کو لایا گیا اور ترازو کے پلڑے میں رکھا گیا تو وہ میری امت پر بھاری رہا۔ پھر ابوبکر کو ہٹا کر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو لا کر پلڑے میں رکھا گیا تو وہ بھی میری امت پر بھاری رہا۔ پھر میزان (ترازو) کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا اور میں اسے دیکھتا رہا۔ (اسے ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں روایت کیا)

حدیث نمبر ۲۲

عن عمرو بن العاص ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:" احب النساء الی عائشة ومن الرجال ابوھا." اخرجهُ الشیخان

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب عائشہ ہے اور مردوں میں سے اس کا باپ۔ (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا)۔

حدیث نمبر ۲۳

عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:"احشر انا و ابوبکر و عمر یوم القیامة"ھکذا" واخرج السبابة والوسطی والبنصر. ونحن

مشرفون علی الناس."اخرجه الترمذی الحکیم

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں ابوبکر اور عمر اس طرح محشر کی طرف نکلیں گے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنگلی کے علاوہ تینوں انگلیوں کو باہر نکالا) اور ہم لوگوں میں نمایاں ہوں گے۔

(اسے حکیم ترمذی نے روایت کیا)۔

حدیث نمبر ۲۴

عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:"احشر یوم القیامۃ بین ابی بکر و عمر حتی أقف بین الحرمین،فیاتینی اهل المدینۃ واهل المکۃ."

اخرجه ابن عساکر

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن میں ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کے مابین اٹھوں گا، حتیٰ کہ میں حرمین کے درمیان ٹھہروں گا اور اہل مدینہ و اہل مکہ مجھ سے آملیں گے۔

(اسے ابن عساکر نے روایت کیا)

حدیث نمبر ۲۵

عن عائشة أنّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ادعی ابا بکر اباک و اخاک حتی اکتب کتاب فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل:انا اولی ویابی اللّٰہ والمؤمنون الا ابابکر." اخرجه الامام احمد و مسلم

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اے عائشہ! اپنے باپ ابوبکر اور بھائی (عبدالرحمٰن) کو بلاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے، کہ میں (خلافت کا) زیادہ حق دار ہوں اور اللہ اور ایمان والے سوائے ابوبکر کے کسی پر راضی نہ ہوں۔ (اسے احمد اور مسلم نے روایت کیا۔)

حدیث نمبر ۲۶

عن حذیفة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: " اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر. "اخرجه' الترمذی و حسّنه

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میرے بعد ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کرنا۔

حدیث نمبر ۲۷

عن ابی الدرداء ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: " اقتدوا بالذین من بعدی: ابی بکر و عمر، فانهما حبل اللّٰه الممدود من تمسک بهما فقد تمسک بالعروة الوثقی التی لا انفصام لها. " اخرجه' الطبرانی فی الکبیر.

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میرے بعد ان لوگوں یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا، یہ دونوں اللہ کی

لٹکتی ہوئی رسی ہیں۔ جس نے ان دونوں (کا دامن) تھام لیا تو یقیناً اس نے (اللہ کی طرف) نہ ٹوٹنے والی مضبوط رسی کو تھام لیا۔ (اسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا)۔

حدیث نمبر ۲۸

عن سهل بن ابی حثمة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "اذا انا مت وابوبکروعمر فان استطعت ان تموت فمت:" اخرجه ابونعیم فی الحلیه وابن عساکر.

ترجمہ: حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میں، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) وفات پا جائیں، تو اگر تم مر سکو تو مر جانا۔

(اسے ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے روایت کیا۔)

حدیث نمبر ۲۹

عن سمرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "امرت ان اولی الرؤیا ابابکر." اخرجه الدیلمی. وکان اعبر اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم للرؤیا الصّدیق کرّم اللّٰهُ وَجْهَهٗ و رضی عنه.

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خواب کی تعبیر ابوبکر سے لوں۔

اسے دیلمی نے روایت کیا۔ صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وکرّم اللہ وجہہ سب سے بڑھ کر خواب کی تعبیر کے عالم تھے۔

حدیث نمبر ۳۰

عن جابر ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:"ان اللّٰه اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیین والمرسلین، واختار لی من اصحابی اربعة فجعلهم خیر اصحابی فی کل اصحابی خیر: ابوبکر وعمر و عثمان و علی، واختار امتی علی سائر الامم فبعثنی فی خیر قرن ثم الثانی ثم الثالث تتری ثم الرابع فرادی." اخرجه ابو النعیم والخطیب وقال غریب و بن عساکر.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو سوائے انبیاء ومرسلین کے تمام جہانوں پر فضلیت عطا فرمائی ہے اور میرے صحابہ میں سے چار کو چن کر باقی اصحاب سے بہتر بنایا اور میرے سب صحابہ میں بھلائی ہے۔ (یہ چار) ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں اور میری امت کو تمام امتوں پر فضلیت عطا فرمائی اور مجھے بہترین زمانے میں معبوث فرمایا، پھر دوسرا پھر تیسرا، شبہ ہے کہ پھر چوتھا فرمایا یا نہیں۔ (اسے ابونعیم اور خطیب نے روایت کیا اور کہا یہ غریب ہے۔ ابن عساکر نے بھی۔)

حدیث نمبر ۳۱

عن ابن عمر ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:" ان اللّٰه امرنی بحب اربعة من اصحابی وقال احبهم: ابوبکر و عمر وعثمان و علی." اخرجه ابن عساکر وغیره.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے صحابہ میں سے چار کے ساتھ خاص محبت کا حکم دیا ہے، اور فرمایا میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) سے محبت کرتا ہوں۔ (اسے ابن عساکر اور دیگر نے روایت کیا۔)

نوٹ: علامہ ضیاء الدین المقدسی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں!

''ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) ان چاروں کی محبت سوائے قلب مومن کے کہیں اور جمع نہیں ہوتی۔ (النہی عن سب الاصحاب۔ للمقدسی)

حدیث نمبر ۳۲

عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:"ان اللّٰہ ایدنی باربعة وزراء: اثنین من اھل السماء جبریل ومیکائیل واثنین من اھل الارض ابی بکر و عمر." اخرجه الخطیب و ابن عساکر والطبرانی فی معجمة الکبیر.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ذریعے میری مدد فرمائی ہے، ان میں سے دو آسمان والے، جبریل ومیکائیل ہیں اور دو اہل زمین میں سے ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ (اسے خطیب، ابن عساکر اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا)۔

حدیث نمبر ۳۳

عن ابی سعید ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:" ان اللّٰہ خیر عبدا بین الدنیا و بین ما عندہ فاختار ذلک العبد ما عند اللّٰہ.فبکی

ابوبکر فقال: "یاابابکر لا تبک ان أمنّ الناس علی فی صحبتهِ وماله ابوبکر، ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لا تخذت ابابکر خلیلا، ولکن اخوة الاسلام و مودته، لا یبقین فی المسجد باب الاسد، الا باب ابی بکر." اخرجه مسلم وغیره.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا وآخرت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا تو اس بندے نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے (یعنی آخرت) اسے اختیار کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر "رومت بے شک لوگوں میں سے اپنے مال اور محبت کے ساتھ مجھ پر سب سے زیادہ احسانات کرنے والا ابوبکر ہے اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ لیکن (ہمارے درمیان) اسلامی محبت اور بھائی چارہ ہے مسجد نبوی شریف کی طرف کھلنے والا ہر دروازہ بند کردیا جائے سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔ (اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔)

حدیث نمبر ۳۴

عن معاذ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "ان اللّٰہ تعالیٰ یکرہ فی السماء ان یخطا ابوبکر الصدّیق." اخرجہ الحارث بن ابی اسامة

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر صدّیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کوئی غلطی کریں۔ (اسے حارث بن ابواسامہ نے روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۳۵

عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: " انی لارجو لامتی بحب ابی بکر و عمر کما ارجو لھم بقول لا الہ الا اللّٰہ." اخرجہ الدیلمی

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اپنی امت سے ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ محبت رکھنے کی ایسے امید رکھتا ہوں جیسے لا الہ الا اللہ کہنے کی امید رکھتا ہوں۔ (اسے الدیلمی نے روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۳۶

عن سمرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "ان ابابکر یؤول الرؤیا، وان الرؤیا الصالحۃ حظ من النبوۃ." اخرجہ الطبرانی فی الکبیر.

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بلاشبہ ابوبکر خواب کی تعبیر جاننے والا ہے اور بے شک اچھے خواب نبوت کا جزء ہیں۔ (اسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا۔)

حدیث نمبر ۳۷

عن انس رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:

" أراف امتی ابوبکر، واشدھم فی دینہ اللّٰہ عمر، واصدقھم حیاء عثمان، واقضاھم علی بن ابی طالب، وافرضھم زید بن ثابت، واقراھم لکتاب اللّٰہ ابی

بن كعب،واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل،الا وان لكل امة وامين هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح." اخرجه ابن عساكر وغيره.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت میں سب سے بڑھ کر نرم مزاج ابوبکر ہیں اور دینی امور میں سب سے بڑھ کر سخت عمر ہیں اور سب سے بڑھ کر سچی حیا والا عثمان ہے اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ابی طالب ہیں اور فرائض کو سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابت ہیں اور قرآن پاک کے سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب ہیں اور حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں۔ سن لو اور بے شک ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ ابن الجراح ہے۔ (اسے ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا۔)

حدیث نمبر ۳۸

عن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:"ان لكل نبي خاصة من اصحابه،وان خاصتي من اصحابي ابوبكر و عمر." اخرجه الطبراني في الكبير

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک ہر نبی کے اصحاب میں سے کچھ لوگ سرکردہ ہوتے ہیں اور بے شک میرے اصحاب میں سے سرکردہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) ہیں (اسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا۔)

حدیث نمبر۳۹

عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:"انا اول من تنشق عنہ الارض،ثم ابوبکر و عمر،فنحشر فنذھب الی البقیع فیحشرون معی،ثم انتظر اھل مکة فیحشرون معی و نبعث بین الحرمین."اخرجہ الترمذی و قال حسن غریب.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے پہلے اپنی قبر سے میں اٹھوں گا پھر ابوبکر اور پھر عمر۔ پھر ہم اکٹھے جنت البقیع کی طرف جائیں گے اور اہل بقیع ہمارے ساتھ شامل ہوں گے، پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا اور وہ مجھ سے آملیں گے اور پھر ہم حرمین کے مابین اٹھائے جائیں گے۔

(اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حسن غریب ہے۔)

حدیث نمبر۴۰

عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لحسان:"ھل قلت فی ابی بکر شیئا قال:نعم،قال:"قل وانا اسمع" فقلت:

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدو بہ إذ صاعد الجبلا
وکان حب رسول اللّٰہ قد علموا
من البریة لم یعدل بہ رجُلا

فضحک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال:
"صدقت یا حسان ھو کما قلت" اخرجہ ابن عدی و ابن عساکر.

واعلم ان هذا الباب فيه احاديث كثيرة جدا،لكن هذه عجالة لمن احب الوقوف على ذلك،والحمد للّٰه الملک المالک اولاً وآخراً وباطناً وظاهراً،وصلى اللّٰه على سيدنا محمد و على آله و صحبه و ازواجه و ذريته وسلم تسليما كثيرا دائما ابدا سرمدا الى يوم الدين،وحسبنا اللّٰه ثم الحمد للّٰه والصلاة على رسوله.

ام الكتاب بعون الملک الوهاب

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا، کیا تم نے ابوبکر کے بارے میں کوئی شعر کہا ہے انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھو میں سنتا ہوں۔ حضرت حسّان نے کہا:

وَثَانِي اثنين فى الغار المنيف وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوّ بِهٖ إِذْ صَاعِدَ الجَبَلاَ
وَكَانَ حِبّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قد عَلِمُوا
مِنَ البَرِيّةِ لَمْ يَعدِلْ بِهٖ الرّجلاَ

مفہوم

اور جب دشمن ان کی تلاش میں پہاڑ پر چڑھے جبکہ وہ محاصرہ کئے ہوئے تھے اور ابوبکر غار (ثور) میں دو میں سے ایک تھے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور تمام صحابہ جانتے تھے کہ اس خصوصیت میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے پچھلے دندان مبارک دکھائی دینے لگے پھر فرمایا اے حسان! تم نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا تم نے کہا

ہے۔(اسے ابن عدی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔)

جان لو اس باب میں کثیر احادیث آئی ہیں لیکن یہ مختصر رسالہ اتنے ہی پر اکتفا کرنے والے کے لیے ہے۔ ہر قسم کی حمد اول و آخر، ظاہر و باطن، مالک الملک کے لیے ہے۔

وصلی اللّٰہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه وازواجه

وذریته وسلم تسلیماً کثیراً دائماً ابداً سرمدا.

الیٰ یوم الدین .وحسبنا اللّٰہ ثم الحمد اللّٰہ والصلاۃ علیٰ رسوله.

تخریج حوالہ جات

(الروض الانیق)

حدیث نمبر۱ مسند احمد، باقی مسند الانصار، رقم۔۲۳۰۶۸، فضائل الصحابہ، رقم:۲۲۶
کنز العمال، رقم:۳۲۵۶۱

حدیث نمبر۲ الجامع الترمذی عن علی فی باب مناقب ابی بکر وعمر، رقم الحدیث:۳۵۹۹
مختارہ، رقم:۲۵۰۹-۲۵۱۰، معجم کبیر، رقم:۲۲/۱۰۴

حدیث نمبر۳ الجامع الترمذی، مناقب، رقم:۳۶۸۱۔سنن ابن ماجہ، المقدمہ، رقم:۱۳۵
ابوداؤد فی السنہ، رقم:۴۰۳۱۔فضائل الصحابہ لاحمد، رقم:۸۵

حدیث نمبر۴ الجامع الترمذی، بلفظ ''ہذان السمع والبصر'' فی مناقب ابی بکر وعمر،
رقم:۳۶۰۴۔فضائل الصحابۃ، امام احمد، رقم:۲۸۲/۲،۵۷۷

حدیث نمبر۵ مستدرک حاکم، ۳/ ۷۸ رقم:۴۴۹۸، فضائل الصحابۃ، ۲۸۲/۱
ابن عساکر، ۳۰/ ۱۱۶، عن جابر، کنز العمال، رقم:۳۲۶۷۱

حدیث نمبر۶ الخلیلی فی مشیختہ عن انس، ابن حبان فی الضعفاء ابن عساکر عن
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن دجدہ وفیہ کادح بن رحمۃ۔قال ابن عدی:
یروی الموضوعات عن الثقات۔الکامل، ۶/ ۸۳۔کنز العمال،
رقم:۳۳۰۶۱
کتاب المجروحین، ۲/۲۳۰، رقم:۹۰۴

حدیث نمبر۷ ابن عساکر، ۳۶۵/۱۳۔غیر ماذکر فیہ علی بن ابی طالب، کنز العمال،
رقم:۳۳۶۷۰۔الفردوس الدیلمی، ۱/ ۴۳۸، رقم:۱۷۸۷

حدیث نمبر ۸	الکامل، رقم: ۳۶۸، ۱۸۰/۲۔ العلل المتناہیہ، ۱۹۸/۱۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۶۴۵، جامع الاحادیث والمراسیل، رقم: ۲۲/۱۲۴
حدیث نمبر ۹	الکامل، ج ۵، ص، ۲۷۶۔ مجمع الزوائد: ۹/۴۴۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۵۴۸
حدیث نمبر ۱۰	صحیح بخاری، مناقب، رقم: ۳۳۸۳، صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، رقم: ۴۳۹۰
حدیث نمبر ۱۱	کنز العمال، رقم: ۳۳۰۶۲
حدیث نمبر ۱۲	ابن عساکر، ۲۰۶/۳۰، کنز العمال، رقم: ۳۲۶۸۲ ابن عدی، ۱۴۲/۶۔ ذخیرۃ الحفاظ، ۲۱۲۶/۴
حدیث نمبر ۱۳	الفردوس بمأثور الخطاب، ۴۳۷/۱، رقم: ۱۷۸۰ کنز العمال، رقم: ۳۲۵۵۰
حدیث نمبر ۱۴	مسند الفردوس، ۴۳۸/۱۔ کنز العمال، رقم: ۱۷۸۳ ابن عساکر، ۱۸۲/۳۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۶۸۶
حدیث نمبر ۱۵	الجامع الترمذی، مناقب ابی بکر و عمر، رقم: ۳۶۱۲۔ مستدرک حاکم، ۶۴/۲، رقم: ۴۴۵۳۔
حدیث نمبر ۱۶	الفردوس للدیلمی، ۴۳۷/۱، رقم: ۱۷۸۲۔ کنز العمال، رقم: ۳۳۰۶۳ فضائل الخلفاء الراشدین الاصفہانی، رقم: ۲۳۳۔ عن جابر۔ الضعفاء الکبیر للعقیلی
حدیث نمبر ۱۷	سنن ابوداؤد فی السنۃ، رقم: ۴۰۳۳: مستدرک حاکم، ۷۷/۳، رقم: ۴۴۹۴

حدیث نمبر ۱۸ مسند الفردوس، ۱/ ۴۰۴، رقم: ۱۶۳۱۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۵۸۸

حدیث نمبر ۱۹ ابن عساکر، ۳۰/ ۱۲۹ عن عبداللہ بن عمرو بن عاص۔ فوائد تمام عن ابن عمرو بن عاص، رقم: ۱۳۷

حدیث نمبر ۲۰ فضائل الصحابۃ، ۱/ ۱۵۲، رقم: ۱۳۵۔ ابن عساکر، ۳/ ۲۰۸
کتاب المجروحین، ۱/ ۱۳۵۔ السنۃ لابن ابی عاصم، رقم: ۱۰۲۳
امالی ابن بشران، رقم: ۵۸۹

حدیث نمبر ۲۱ فضائل الصحابۃ لابی نعیم، ۱/ ۲۰۶، رقم: ۲۲۸-۱۹۴۔ عن ابی بکرۃ فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، رقم: ۱۹۷۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۶۸۸۔ شرح مذاہب اہل السنۃ: لابن شاہین، رقم: ۱۵۳

حدیث نمبر ۲۲ صحیح بخاری فی المناقب والمغازی، رقم: ۳۳۸۹۔ صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، رقم: ۴۳۹۶

حدیث نمبر ۲۳ نوادر الاصول، ۱/ ۱۶۶۔ ابن عساکر، ۳۰/ ۲۱۴۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۶۹۸

حدیث نمبر ۲۴ الجامع الترمذی، مناقب عمر، رقم: ۳۶۲۵۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۶۹۸
میزان الاعتدال للذہبی، ۲/ ۳۸۹

حدیث نمبر ۲۵ صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ: فضائل ابی بکر، رقم: ۴۳۹۹
مسند احمد، باقی مسند الانصار، رقم: ۲۳۹۶۱

حدیث نمبر ۲۶ الجامع الترمذی فی مناقب ابی بکر وعمر، رقم: ۳۵۹۵۔ (ترمذی نے اسے حسن کہا ہے) سنن ابن ماجہ، مقدمہ، رقم: ۹۴

حدیث نمبر ۲۷ مجمع الزوائد، ۹/ ۵۳۔ ابن عساکر، ۳۰/ ۲۲۹۔ کنز العمال،

رقم: ۳۲۶۴۹

حدیث نمبر ۲۸ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، فضائل الصحابۃ، ۱/ ۲۲۵، رقم: ۲۸۸
کنز العمال، رقم: ۳۳۱۲۵۔ المجروحین، ۱/ ۳۴۵، رقم: ۴۴۳:
ابن عدی، ۳/ ۳۰

حدیث نمبر ۲۹ ابن عساکر، ۳۰/ ۲۱۸۔ کنز العمال، ۳۲۵۵۲

حدیث نمبر ۳۰ المجروحین، ۱/ ۵۳۵۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۳۸۱۔ ابن عساکر، ۳۰/ ۲۰۷
الاحکام الصغریٰ، رقم: ۹۰۵، قال (صحیح الاسناد)

حدیث نمبر ۳۱ ذخیرۃ الحفاظ، ۱/ ۵۷۱۔ کنز العمال، رقم: ۳۳۱۰۲

حدیث نمبر ۳۲ ابن عساکر، ۳۰/ ۱۲۰۔ فضائل الصحابۃ الاحمد، رقم: ۱۰۵
مجمع الزوائد، ۹/ ۵۱۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۶۵۸

حدیث نمبر ۳۳ صحیح بخاری فی المناقب، رقم: ۳۳۸۱۔ صحیح مسلم فی الفضائل،
رقم: ۴۳۹۰

حدیث نمبر ۳۴ مسند الحارث، کتاب المناقب، باب: فضل ابی بکر الصدیق،
رقم: ۹۴۶
مجمع الزوائد، ۹/ ۴۶۔ ابن عساکر، ۳۰/ ۱۳۰۔ کنز العمال،
رقم: ۳۲۶۳۱

حدیث نمبر ۳۵ مسند الفردوس للدیلمی، ۱/ ۵۹، رقم: ۱۶۸۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۷۰۲

حدیث نمبر ۳۶ مجمع الزوائد، ۷/ ۱۷۳۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۵۵۲

حدیث نمبر ۳۷ ابن عساکر، ۲۵/ ۴۵۶۔ مجمع الزوائد، رقم: ۹۱۹۴۱

حدیث نمبر ۳۸ مجمع الزوائد، ۹/ ۵۲۔ کنز العمال، رقم: ۳۲۶۵۹۔ المعجم الکبیر، ۱۰/ ۷۷

رقم:۱۰۰۰۹۔ لسان المیزان، ۳/۳۶۵، رقم:۱۴۶۳۔

الفردوس للدیلمی، ۳/۳۳۴، رقم:۵۰۰۵

حدیث نمبر ۳۹ الجامع الترمذی، ۱۰/۱۹۴، رقم:۳۸۴۷

حدیث نمبر ۴۰ مستدرک حاکم عن حبیب ابن ابی حبیب، ۲/ ۶۷، رقم:۴۴۲۲

الحمد للّٰہ و باسمہٖ تعالیٰ و الصّلوٰۃ و السّلامُ علیٰ حبیبہِ الاَعْلیٰ

اصول الرِفق

فی الحصول علی الرِّزق

(حصول رزق کے آسان طریقے)

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمہٗ اللہ تعالیٰ

مترجم

علامہ محمد شہزاد مجددی

دارُ الاخلاص لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول:

اذکار اور دعائیں

۱۔ اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال:

قال رسول اللّٰہ ﷺ: (من البسۂ اللّٰہ نعمۃ فلیکثر من الحمد للّٰہ، ومن کثرت ذنوبہ فلیکثر من الا ستغفار، و من ابطأ علیہ رزقہ، فلیکثر من لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ)۔

ترجمہ: امام طبرانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے "معجم الاوسط" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے نعمت سے نوازا ہو تو وہ الحمدُ للہ کی کثرت کرے، اور جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ استغفار کی کثرت کرے، جس کا رزق تنگ ہو وہ لاَ حَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاباللّٰہِ کی کثرت کرے۔

۲۔ واخرج احمد وابو داؤد و ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من لزم الا ستغفار جعل اللّٰہ لہ من کلّ ضیق فرجاً ومن کلّ ہم مخرجاً، و رزقہ من حیث لا یحتسب)۔

ترجمہ: امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ (رحمہم اللہ) نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جس نے استغفار

کو لازم پکڑا اللہ تعالیٰ اسے ہر تنگی میں خوشحالی اور غم سے چھٹکارا عطا فرمائے گا اور اسے بے حساب رزق سے نوازے گا۔

۳۔ واخرج ابو عبید فی (فضائل القرآن) والحارث بن [ابی]اسامة وابو یعلٰی فی (مسند یهما) و ابن مردویه فی (تفسیره) والبیهقی فی(شعب الایمان)عن ابن مسعود رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول :(من قرأ سورة الواقعة، فی کل لیلةٍ، لم تصبه فاقة)

ترجمہ: امام ابوعبید (رحمۃ اللہ علیہ) نے ''فضائل القرآن'' میں اور حارث ابن ابی اسامہ اور ابویعلیٰ (رحمہما اللہ) نے اپنی اپنی مسند میں اور امام ابن مردویہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی تفسیر میں اور امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ''شعب الایمان'' میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے: انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس نے ہر رات سورہ واقعہ پڑھی اسے فاقہ نہیں آئے گا۔

۴۔ واخرج ابن مردویه عن انس عن رسول الله ﷺ قال : (سورة الواقعة سورة الغنی، فاقْرَؤُوْها ، و علِّمُوْها اولا دکم۔

ترجمہ: ابن مردویہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

سورہ واقعہ مال و دولت (بڑھانے) والی سورت ہے تو اس کی تلاوت کرو اور اپنی اولاد کو یہ سورت سکھاؤ۔

۵۔ واخرج الطبرانی فی (الاوسط) عن عائشة رضی الله عنها عن النبی ﷺ قال: (لما اهبط اللّٰه آدم الی الا رض ، قام الی الکعبة ، فصلی رکعتین، فالهمهٗ اللّٰه هذا الدعاء ، وهو : (اَللّٰهمّ اِنکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلانِیَتِیْ ، فَاَقْبِلْ

مَعْذِرَتِيْ ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ، فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ ، وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ . اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُکَ اِيْمَاناً يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَ يَقِيْناً صَادِقاً، حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهُ لا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ ، وَ رضنى بما قَسَمْتَ لِيْ)

فاوْحى اللّٰه اليه ، قد قبلت توبتك و غفرت لك ذنبك ، و لن يدعونى احد بهذا الدّعاء الا غفرت له ذنبه ، و كفيته من امره و زجرت عنه الشيطان ، و اقبلت اليه الدّنيا راغمة وان لم يردها) ولهٗ شواهد" من حديث بريدة اخرجهٗ البيهقى-

ترجمہ: امام طبرانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے "معجم الاوسط" میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو وہ کعبہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوئے، پھر دو رکعت نماز ادا کی تو انھیں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا الہام فرمائی:

" اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ ، فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ، فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ ، وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ .اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُکَ اِيْمَاناً يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْناً صَادِقاً، حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهُ لا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ ، وَ رَضِنِيْ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ۔

ترجمہ: اے اللہ بے شک تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے پس میرا عذر قبول فرما اور تو میری حاجت کو جانتا ہے تو مجھے میری طلب (کردہ ضروریات) عطا فرما! اور جو کچھ میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے پس میرے گناہ کو معاف فرما! اے اللہ میں تجھ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل پر چھا جائے اور سچا یقین طلب کرتا ہوں یہاں تک کہ میں جان جاؤں کہ مجھے صرف وہی کچھ مل سکتا ہے جو تو نے میرے لیے لکھ دیا ہے اور میں اس پر راضی ہو جاؤں جو تو نے میرے لیے مقرر فرما دیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ

بے شک میں نے تمہاری توبہ قبول فرمالی اور تمہاری لغزش کو معاف کر دیا اور جو کوئی بھی اس دعا کے ساتھ مجھے پکارے گا تو میں اس کے گناہ بھی بخش دوں گا اور اس کے معاملات میں اسے کفایت کروں گا اور شیطان کو اس سے دور رکھوں گا اور دنیا کو اس کے تابع کر دوں گا اگر چہ وہ اس کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو۔ (امام بیہقی کی نقل کردہ حدیث بریدہ میں اس کے شواہد موجود ہیں)

۶۔ واخرج الخطيب و ابو نعيم فی رواية ابی [شجاع](الديلمی فی مسند الفردوس عن علی قال : قال رسول اللهﷺ :(من قال فی كلّ يوم ، مائة مرةٍ لا اله الا اللّٰه الملک الحقّ المبين ، كان له اماناً من الفقر ، وانساً من وحشة القبر) -

ترجمہ: خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، ابونعیم (رحمۃ اللہ علیہ) اور ابوشجاع الدیلمی (رحمۃ اللہ علیہ) نے "مسند الفردوس" میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے روزانہ سو بار "لَا اِلٰهَ اِلا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْن" پڑھا تو وہ فقر و فاقہ سے محفوظ اور قبر کی تنہائی میں مطمئن رہے گا۔☆

۷۔ واخرج الطبرانی عن ابن مسعود قال : قال ﷺ :(من قرأ سورة الاخلاص حين يدخل منزله، نفت الفقر عن اهل ذلک المنزل ، و عن الجيران)-

---

☆ خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" میں یہ روایت درج ذیل الفاظ میں نقل کی ہے:

كان لهٗ امانا من الفقر واستجلب به الغنی وامن من وحشة القبر و استقرع به باب الجنّة۔ قال الفضل بن غانم واللّٰه لو ذهب الی اليمن فی هٰذاا لحديث كان قليلاً۔

ترجمہ: یہ اس کے لیے فقر سے امان کا ذریعہ بنے گا اور دولت مندی لائے گا اور اسے قبر کی وحشت سے محفوظ رکھے گا اور اسی کے ساتھ وہ جنت کے دروازہ پر دستک دے گا۔

حضرت فضل بن غانم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر اس حدیث کے لیے یمن کا سفر بھی کرنا پڑتا تو کم تھا۔

ترجمہ: امام طبرانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انھوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے سورہ اخلاص تلاوت کی تو اس گھر میں رہنے والوں اور ان کے ہمسایوں سے فقر وفاقہ دور ہو جائے گا۔

۸۔ واخرج احمد بسند جید عن ابیؓ قال : قال رجل : یا رسول اللّٰہ ،ارائیت ، اِنْ جعلت صلاتی کُلُّها عَلَیْکَ ؟ قال :(اذن یکفیک اللّٰہ ما اهمّک من دنیاک و آخر تک)۔

ترجمہ: امام احمد بن حنبل (علیہ الرحمہ) نے بہترین سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اپنا تمام تر وظیفہ آپ پر درود بھیجنے ہی کو بنالوں تو آپ کیا فرمائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا اور آخرت کی ہر ضرورت میں تمہارے لیے کافی ہوگا۔

۹۔ واخرج الطبرانی فی(الاوسط) بسند حسّنه الهیثمی عن عائشة : انّ رسول ﷺ کان یقول :(اللهمّ اجعل اوسع رزقک عَلَیَّ عند کبر مِنّیُ ، وانقضاء عمری)۔

ترجمہ: امام طبرانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ''معجم الاوسط'' میں ایسی سند کے ساتھ جسے امام الہیثمی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حسن کہا ہے کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ یوں پڑھا کرتے تھے:'' اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعُ

رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ، وَانْقِضَاءَ عُمْرِیْ"

ترجمہ: اے اللہ میرے بڑھاپے اور انجام حیات کے وقت اپنے رزق کو میرے لیے وسیع فرما دے۔

۱۰۔ واخرج المستغفری فی الدّعوات عن جابر بن عبداللّٰہ قال : قال رسول اللّٰہ ﷺ :(الا ادلکم علیٰ ما ینجیکم من عدوّکم، و یدرّلکم ارزقکم تدعون اللّٰہ فی لیلکم و نہارکم، فانّ الدّعاء سلاح المومن)۔

ترجمہ: امام مستغفری (رحمۃ اللہ علیہ) نے "الدّعوات" میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انھوں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں اس چیز سے آگاہ نہ کروں جو تمھیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمھیں تمہارا رزق پہنچائے؟ اپنی رات اور اپنے دن میں اللہ سے دعا مانگا کرو کہ بے شک دعا مومن کا اسلحہ (ہتھیار) ہے۔

۱۱۔ واخرج عن ام سلمۃ قالت : کان رسول اللّٰہ ﷺ یقول بعد صلاۃالفجر: (اللھمّ انی اسالک رزقاً طیّباً، وعلماً نافعا، و عملاً متقبّلاً)۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا، کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعا فرماتے تھے: (اللھمّ اِنّیْ اَسْألُکَ رِزْقاً طیّباً، وعِلْماً نَافِعاً، وَ عَمَلاً مُتَقَبَّلاً"

ترجمہ: "اے اللہ میں تجھ سے پاکیزہ رزق، نفع بخش علم اور مقبول عمل (کی توفیق) مانگتا ہوں"۔

۱۲۔ واخرج المستغفری عن ابن مالک : انه کان اذا صلّی الجمعة انصرف، فوقف فی باب المسجد، فقال: اَللّٰھُمّ اِنّیْ اَجَبْتُ دَعْوَتَکَ، وَصَلَّیْتُ

فَرِيْضَتُکَ ، وَ انْتَشَرْتُ لِمَا اَمَرْتَنِيْ فَارْزُقْنِيْ مِنْ فَضْلِکَ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ۔

ترجمہ: امام مستغفری (رحمۃ اللہ علیہ) نے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نماز جمعہ ادا کر کے واپس لوٹتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا مانگتے " اے اللہ میں نے تیری پکار پر لبیک کہا اور تیرا فرض ادا کیا اور جب تو نے مجھے حکم دیا تو میں پلٹ آیا پس مجھے اپنا فضل عطا فرما کہ تو بہترین رزق عطا فرمانے والا ہے۔

۱۳۔ واخرج البخاری فی (الادب المفرد) والبزّار و الحاكم و صحّحهٗ ، عن عبدالله بن عمر انّ النبیّ ﷺ قال: (انّ نوحاً عليه السّلام لما حضرته الوفاة : قال لابنه: آمرک باثنين ،لا اله الاالله ، و سُبحان اللهِ وَ بِحَمْدِهِ ، فانّها صلاة كلِّ شیء و بها يرزق كُلّ شئٍ)۔

ترجمہ: امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے " الادب المفرد " میں اور بزار نے (مسند میں) جبکہ حاکم نے مع تصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں " لا الہ الا اللہ اور سُبحان اللہ وبحمدہ ، کیونکہ بے شک یہ ہر چیز کا وظیفہ ہے اور اسی کے سبب ہر چیز کو رزق ملتا ہے۔

۱۴۔ واخرج المستغفری عن جابر بن عبدالله قال: قال ﷺ :(الا آمركم بما امر به نوح ابنه ، ان يقول : سبحان الله و بحمده ، فانّ كلّ شیءٍ يسبّح بحمده ، و هی صلاة الخلق ، وبها يرزقون)

ترجمہ: امام المستغفری (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کام کرنے کا حکم نہ دوں جس کا حکم نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دیا تھا کہ وہ یہ پڑھے " سُبحانَ اللّٰہ وَبِحَمدہ "

بے شک ہر چیز اس کی تسبیح وتعریف کرتی ہے اور یہ ساری مخلوق کا وظیفہ ہے اور اسی کی برکت سے انھیں رزق ملتا ہے۔

۱۵۔ واخرج المستغفری عن ابن عمر : انّ رجلاقال : یا رسول اللّٰہ ، قلّتْ ذات یدی فقال : (این انت من صلاۃ الملائکۃ ، و تسبیح الخلائق؟ قل سبحان اللّٰہ و بحمدہ ، سبحان اللّٰہ العظیم ، استغفر اللّٰہ ، مائۃ مرۃٍ ما بین طلوع الفجر الی صلاۃ الصبح ، تاتک الدّنیا راغمۃ صاغرۃ)۔

ترجمہ: امام مستغفری (رحمۃ اللہ علیہ) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تنگ دست ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم فرشتوں کی دعا اور مخلوق کی تسبیح سے کیوں غافل ہو پڑھو سُبحَانَ اللّٰہ وَبِحَمدِہٖ ، سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیم ، اَستغفِرُ اللّٰہ ، صبح صادق سے نماز فجر تک سومرتبہ اس کا ورد کرو، دنیا مسخر اور تابع ہو کر تمہارے پاس حاضر ہو جائے گی۔

۱۶۔ واخرج المستغفری عن ھشام بن عروۃ بن الزبیر ان عمر بن الخطاب اصابتہ مصیبۃ ، فاتی رسول اللّٰہ ﷺ فشکا الیہ ذلک ، وسال ان یامر لہ بوسق☆ من تمر ، فقال علیہ السلام : (ان شئت امرت لک بوسق ، وان شئت علمتک کلماتٍ ھی خیر لک منہ ، قل : اللھم احفظنی بالاسلام قاعداً ، و احفظنی بالاسلام راقداً ، ولا تطمع فی عدوّاً ولا حاسدا ، و اعوذبک من شرّ ما انت آخذ بنا صیتہ ، و اسالک من الخیر الذی بیدک)۔

ترجمہ: امام مستغفری (رحمۃ اللہ علیہ) ھشام بن عروہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں ایک بار سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی پریشانی لاحق ہوئی، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی

☆ وسق: پیمانہ رائج الوقت کے مطابق اس سے مراد ایک سو بیس کلوگرام ہے۔

کا اظہار کیا اور گذارش کی کہ انھیں ایک بوری کھجوریں دلوادی جائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے ایک بوری کھجوروں کا حکم دوں اور اگر تم چاہو تو تمہیں کچھ ایسے کلمات سکھادوں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہوں پڑھو:

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِداً ، وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِداً ، وَلاَ تَطْمَعُ لِیَ عَدُوّاً وَلاَ حَاسِداً ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ، وَ أَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ بِیَدِکَ)۔

ترجمہ: اے اللہ حالتِ حضر میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور حالتِ سفر میں بھی اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور میرے معاملے میں دشمن اور حاسد کو طمع کرنے والا نہ بنا اور جس چیز کی پیشانی بھی تیرے قبضہ ءقدرت میں ہے میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تیرے دست قدرت میں ہے۔

۱۷۔ واخرج المستغفری عن علی قال : قال علیه السلام :(ایما احبّ الیک خمسمائة شاةٍ و رعائها ، اھبھا لک ، او خمس کلمات تدعوبھنّ ؟ قل : اللھمّ اغفرلی ذنبی ، وطیّب لی کسبی ، و وسعّ لی فی خلقی ، ولا تمنعنی مما قضیت لی به ولا تذھب نفسی الیٰ شیی ء صَرَّفْتَهٗ عَنّیْ)۔

ترجمہ: امام مستغفری (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انھوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ان دو میں سے تمہیں کیا زیادہ محبوب ہے کہ میں تمہیں پانچ سو بکریاں اور ساتھ ان کا چرواہا عطا کروں یا پانچ کلمات بتاؤں جن کے ساتھ تم دعا مانگو کہو: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ ، وَطَیِّبْ لِیْ کَسْبِیْ ، وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ خُلُقِیْ ، وَلَا تَمْنَعْنِیْ مِمَّا قَضَیْتَ لِیْ بِہٖ وَلَا تَذْھَبْ نَفْسِیْ اِلٰی شَیْ ءٍ صَرَّفْتَهٗ عَنِّیْ)۔

ترجمہ: اور میری روزی کو میرے لیے پاک کردے اور میرے اخلاق میں میرے لیے

وسعت عطا فرما اور جو کچھ تو نے میرے لیے مقدر فرمایا ہے اس کو مجھ سے نہ روک اور جس جس کو تو نے مجھ سے پھیر دیا ہے میرے نفس کو اس کی طرف مائل نہ فرما"۔

۱۸۔ واخرج البزار، والحاکم، والبیهقی، فی الدعوات عن عائشة قالت: قال لی ابی: الا اعلمک دعاءً علمنی ایّاه رسول الله ﷺ؟

وقال: (کان عیسی بن مریم، علیه السلام یعلّمه الحواریّن، ولو کان علیک مثل احد دیناً لقضاه الله عنک؟ قلت: بلی، قال: قولی: اللّهمّ کاشف الکرب، مجیب دعوة المضطر، رحمٰن الدنیا والآخرة و رحیمهما، انت ترحمنی، فارحمنی، رحمة تغنینی بها عمّن سواک). قال ابو بکر: (وکانت علیّ ذبابة من دین، وکنت للدّین کارهاً، فلم البث یسیرا حتّی اتانی الله بفائدة، فقضی الله بها ما کان علیّ من دین)

قالت عائشة: (وکان علیّ لا مرأة دین، و کنت استحی منها، و کنت ادعو بذلک، فما لبثت الا یسیرا حتّی جاء نی الله برزق من غیر میراث ولا صدقة، فقضیته)۔

ترجمہ: امام بزّار، حاکم اور بیہقی (رحمہما اللہ تعالیٰ علیہم) نے "الدعوات" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے میرے والد گرامی (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ دعا نہ سکھاؤں جو خود رسول اللہ ﷺ نے سکھائی تھی اور فرمایا:

کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اپنے حواریوں کو یہ سکھاتے تھے اور اگر تم پر احد پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اللہ اسے تم پر سے اتار دے گا میں نے کہا جی ضرور تو انھوں نے فرمایا یوں کہو: "اَللّٰهُمَّ کَاشِفَ الْکَرْبِ، مُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّ، رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَ رَحِیْمُهُمَا، اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ، فَارْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاکَ"

ترجمہ: اے اللہ تکلیف کو دور کرنے والے اور بے چین کی دعا سننے والے، اے دنیا و آخرت میں رحمان ورحیم تو ہی مجھ پر رحم کرنے والا ہے تو مجھ پر رحم فرما، ایسی رحمت جو مجھے تیرے غیر سے بے نیاز کردے"۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر کچھ قرض باقی تھا اور میں مقروض ہونے کو ناپسند کرتا تھا تو کچھ ہی عرصہ گذرا تھا، ادا ہو گیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ پر ایک خاتون کا قرض تھا اور میں اس سے شرمایا کرتی تھی جب میں نے یہ دعا پڑھی تو کچھ عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے صدقہ و وراثت کے علاوہ ایسا مال عطا فرمایا جس سے میں نے اپنا قرض ادا کردیا۔

۱۹۔ واخرج ابو داؤد ، والبیھقی ، فی الدّعوات ، عن ابی سعید انّ النّبیّ ﷺ رأی ابا امامۃ فقال لہ :(مالک ؟) قال : ھموم لزمتنی ، ودیون یا رسول اللّٰہ ﷺ فقال ﷺ :(افلا اعلمک کلاماً ، اذاقلتہ ، اذھب اللّٰہ عنک ھمّک ، و قضی عنک دینک ، قل ، اذااصبحت ، واذا امسیت : اللّھمّ اعوذبک من الھمّ و الحزن ، و اعوذبک من العجز والکسل ، واعوذبک من الجبن والبخل،واعوذبک من غلبۃ الدّین ، وقھر الرّجال) قال فقلت ذلک ، فذھب اللّٰہ ھمّی ، و قضی عنی دینی)

ترجمہ: امام ابوداؤد اور امام بیہقی (رحمھما اللہ) نے "الدعوات" میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا بلاشبہ نبی ﷺ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر استفسار فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے؟ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے رنج وآلام اور قرض نے جکڑ لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلام نہ سکھاؤں کہ جب تم اسے پڑھو تو اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا غم دور کردے اور تم پر سے قرض کا بار اتار دے، تم صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَ الْحُزْنِ ، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ ،

وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ،وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ ، وَقَھْرِ الرِّجَالِ"

ترجمہ: اے اللہ میں رنج وغم سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور محرومی و کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قرض کے غلبہ اور لوگوں کی دشمنی سے تیری پناہ مانگتا ہوں" حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم دور کر دیا اور میرا قرض ادا کر دیا۔

۲۰۔ واخرج البیھقی عن علیّ : ان مکاتباً اتاہ فقال : اعنّی فی مکاتبتی ، فقال: الا اعلمک کلماتٍ ، علمنیھنّ رسول اللہ ﷺ، لو کان علیک مثل احدٍ دینا لا دّاہ اللہ عنک ، قُلْ :اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ ، وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

ترجمہ: امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک زرخرید غلام ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے معاہدہ کے معاملہ میں میری مدد فرمائیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو خود رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائے تھے اگر تم پر اُحد پہاڑ کے برابر قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے تم پر سے اتار دے گا پڑھو" اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ ، وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے حرام سے بچا کر حلال کے ذریعے کفایت فرما اور مجھے اپنے فضل سے اپنے غیر سے بے نیاز فرما۔

۲۱۔ واخرج المستغفری عن علیّ: انّ فاطمۃ اتت رسول اللہ ﷺ، فقالت: ھذہ الملائکۃ طعامھا التّھلیل و التّسبیح و التّحمید والتمجید ، فما طعامنا؟ فقال ﷺ:(والّذی بعثنی بالحقّ ما اقتبس فی آل محمدٍ نار منذ ثلاثین یوما ، ولقد اتتنا اعنز ، فان شئت ، امرنا لک بخمسۃ اعنز ،وان شئت ، علمتک خمس کلماتٍ ،علمنیھا جبریل علیہ السلام ، قولی : یااوّل الا وّلین ، ویا آخر

الآخرين، ويا ذا القوّة المتين ، ويا راحم المساكين ، ويا ارحم الرّاحمين).

ترجمہ: امام مستغفری (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یہ جو فرشتے ہیں ان کی غذا تو تسبیح وتہلیل اور تحمید وتمجید ہے تو پھر ہماری غذا کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ ہمارے گھر والوں نے ایک ماہ سے چولھا نہیں جلایا، ہمارے پاس کچھ بکریاں آئی ہیں اگر تم چاہو تو میں پانچ بکریاں تمہیں دلوا دوں اور اگر تم چاہو تو تمہیں پانچ کلمات سکھا دوں جو جبریل امین علیہ السلام نے ہمیں سکھائے ہیں پڑھو:

''یااوّلَ الاَ وّلِیْنَ ، وَیَا آخِرَ الآخِرِیْنَ، ویَا ذَا الْقُوّۃِ الْمَتِیْنَ ، وَیَا رَاحِمَ المَسَاکِیْنَ ، وَیَا اَرْحَمَ الرّاحِمِیْنَ).

ترجمہ: اے سب سے اول اور اے سب سے آخر اور اے عظیم قوتوں والے اور اے مساکین پر رحم فرمانے والے اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

٢٢ــ واخرج ابو یعلٰی عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت : کان ﷺ ، اذا اوٰی الٰی فراشہ،قال:(اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ، وَ رَبَّ العَرْشِ الْعَظِیْمِ ،اِلٰہَ آدَمَ وَ رَبَّ کُلِّ شَیءٍ مُنَزِّلُ التَّوْرَاۃِ، وَ الاِنْجِیْلِ ، وَ الْفُرْقَانِ،فَالِقُ الحَبِّ وَالنَّوٰی اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیءٍ ،اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِہِ ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الاَوّلُ ، فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَ الآخِرُ ، فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ، وَانْتَ الظَّاھِرُ ، فَلَیْسَ فوقَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیءٌ اِقْضِ عَنّاَالدَّیْنَ ، وَاغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ)

ترجمہ: امام ابو یعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف فرما ہوتے تو یوں کہتے:

’’(اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ، وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ،اِلٰہَ آدَمَ وَ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاۃِ ، وَ الْاِنْجِیْلِ ، وَ الْفُرْقَانِ ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْءٍ ،اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ ، فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَ الْآخِرُ ، فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ ، وَاَنْتَ الظَّاھِرُ ، فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّاالدَّیْنَ ، وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ)

ترجمہ: اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے پروردگار! اورعرش عظیم کے رب! اے معبود آدم! اے ہر چیز کے پالنے والے! اے تورات وانجیل اورقرآن کے نازل کرنے والے! اے بیج اور گٹھلی کو نمود ینے والے! میں ہراس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کو تونے اس کی پیشانی سے پکڑ رکھا ہے ، اے اللہ تو اول ہے اور تجھ سے پہلے کچھ نہیں اور تو آخر ہے جبکہ تیرے بعد کچھ نہیں اور تو ظاہر ہے اور تجھ سے اوپر کچھ نہیں اور تو باطن ہے جبکہ تجھ سے ہٹ کر کچھ نہیں مجھ پر سے قرض اتاردے اور مجھے فقر سے نجات عطا فرمادے ‘‘۔

۲۳۔ واخرج الطبرانی فی (الکبیر) بسند حسن عن قتیلة بنت النضر انھا کانت ، اذا اخذت مضجعھا بعد العتمة تقول :(اعوذباللّٰہ ، و بکلمات اللّٰہ التّامّات ،الّتیْ لا یجاوز ھنّ برّ ولا فاجر ، من شرّ ما ینزل فی الارض، و شرّ ما یخرج منھا ، و شرّ فتن النھار ، و طوارق اللیل الا طارقا یطرق بخیر ، آمنت باللّٰہ ، و اعتصمت باللّٰہ ، والحمدللّٰہ ، الذی استسلم لقدرتہ کلّ شیء ، والحمد للّٰہ الذی ذلّ لعزّتہ کلّ شیء ، والحمدللّٰہ الذی تواضع لعظمتہ کلّ شیء ، والحمد للہ الذی خشع لملکہ کلّ شیء ، اللھمّ انّی اسألک بمعاقد العزّ من عرشک ، منتھی الرحمة من کتابک و جدّک الا علی و اسمک الاکبر ، و کلماتک التّامات ، التی لا یجاوز ھن برّ ولا فاجر ، ان تنظر الینا نظرةً ، لا تدع ذنباً لنا الا غفرتہ ، ولا فقراً الا جبرتہ ، ولا عدوّا الا اھلکتہ ، و

الرحمٰن ، آمنت باللّٰہ، واعتصمت باللّٰہ) ثم تقول : (سبحان اللّٰہ ثلاثاً وثلاثین مرۃ ، اللّٰہ اکبر ، مثل ذلک ، والحمدللّٰہ ، اربعاً و ثلاثین مرۃ) ثم تقول : (ان ابنۃ رسول اللّٰہ ﷺ اتتہ تستخدمہ ، فقال : (الا ادلک علی شیء احسن من خادم ؟) فقالت :بلی ، فامر ھا بھذہ المائۃ عند الا ضطجا ع بعد العتمۃ)

ترجمہ: امام طبرانی (رحمۃ اللہ علیہ) ''معجم الکبیر'' میں سندِ حسن کے ساتھ قتیلہ بنت نضر رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ جب وہ نمازِ عشاء کے بعد اپنے بستر پر جاتیں تو یہ پڑھتی تھیں۔

(اَعُوْذُبِاللّٰہ ، وَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّات ،اَلَّتِیْ لَا یُجَاوِزُ ھُنَّ بَر" وَلاَ فَاجِر" مِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ فِیْ الْاَرْضِ، وَ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا ، وَشَرِّ فِتنِ النَّھارِ ، وَطَوَارِقْ الْلیْل اَلّا طَارِقًا یَطْرُقْ بِخَیْرِ ، آمَنْتُ بِاللّٰہِ، وَاعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ،وَالْحَمْدُللّٰہِ ،الَّذِیْ اِسْتَسْلَمَ لِقَدْرَتِہِ کُلُّ شیءٍ ، وَالْحَمْدُ للّٰہِ الَّذِیْ ذَلّ لَعَزَتِہ کُلُّ شَیءٍ ، وَالْحَمْدُللّٰہِ الَّذِیْ تَوَاضَعَ لَعْظَمَتِہ کُلُّ شَیءٍ ، وَالْحَمْدُ للّٰہِ الَّذِیْ خَشَعَ لِمُلْکِہ کُلُّ شَیءٍ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَسْاَلُکَ بِمُعَاقِد الْعِزِ مِنْ عَرْشِکَ ، مُنْتَھَی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَ جَدِّکَ اَلَا عُلٰی وَاِسْمِکَ اَلاکبَرَ وَکَلِمَاتِکَ التَّامَاتِ،الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُ ھُنَّ بَرٌ وَلَا فَاجِر"، اَنْ تَنْظِرَ اِلَیْنَا نَظْرَۃً ، لَا تَدَعُ ذَنْباً لَنَا اِلَّا غَفْرَتَہ' ، وَلاَ فَقراً اِلَّا جَبَرْتَہ' ، وَلاَ عَدُوًّا اِلاَّ اَھْلَکْتَہ' ، وَالرَّحْمٰنُ ، آمَنْتُ باللّٰہِ، وَاعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ" ثُم تقول : (سبحان اللّٰہ ثلاثاً وثلاثین مرۃ ، اللّٰہ اکبر ، مثل ذلک ، والحمدللّٰہ ، اربعاً و ثلاثین مرۃ) ثم تقول : (ان ابنۃ رسول اللّٰہ ﷺ اتتہ تستخدمہ ، فقال : (الا ادلک علی شیءٍ احسن من خادم ؟) فقالت :بلٰی ، فامر ھا بھذہ المائۃ عند الاضطجا ع بعد العتمۃ .

ترجمہ: میں اللہ کی اور اس کے ان کلمات تامہ کی پناہ میں آتی ہوں جن سے کوئی نیک وبد

تجاوز نہیں کرسکتا، ہر اس چیز کے شر سے جو زمین پر اترتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو زمین میں سے نکلتی ہے اور دن کے فتنوں کے شر سے اور رات کو آنے والے مصائب کے شر سے سوائے اس کے جو بھلائی کے ساتھ آئے، میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اور تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جس کی قدرت کے آگے ہر چیز سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے، اور تمام خوبیاں اس معبود برحق کے لیے ہیں جس کی عزت کے آگے ہر چیز ہیچ ہے اور تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ہیں جس کی عظمت کے آگے ہر چیز جھکی ہوئی ہے اور تمام خوبیاں اسی (ذات پاک) اللہ کے لیے جس کی حاکمیت کے آگے ہر چیز لرزاں ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عرش کی عظمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں، تیری لکھی ہوئی رحمت کی انتہا، تیری بلند شان اور تیرے بڑائی والے نام اور تیرے ان کلمات تامہ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کرسکتا، کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ، ہماری طرف ایسی نظرِ رحمت فرما جو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور فقر و مفلسی کو مٹا دے اور دشمن کو ہلاک کر دے، اور برہنگی کو ڈھانپ دے، اور قرض کو ادا کر دے اور دین و دنیا کے امور خیر ہمیں نواز دے۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ میں اللہ پر ایمان رکھتی ہوں اور اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔

پھر ۳۳ بار سُبحان اللہ، الحمد للہ اور اس طرح ۳۴ بار اللہ اکبر کہتیں، پھر فرماتیں یقیناً رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا) نے ان کے پاس جا کر خدام کی طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں خادم سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ تو انھوں نے عرض کیا: جی ضرور! تو آپ ﷺ نے انھیں سوتے وقت بستر پر بیٹھ کر عشاء کے بعد ان سو (اذکار) کی تلقین فرمائی۔

۲۴۔ واخرج ابن عساکر فی (تاریخہ) من طریق ابی المنذر، ھشام بن

محمد عن ابیه قال : ضاق الحسن بن علی رضی اللّٰہ عنھما ، وکان عطاوہ فی کل سنۃ مائۃ الف ، فحسبھا عنہ معاویۃ فی احدی السّنین ، فضاق ضیقاً شدیداً ، قال : فدعوت بدواۃٍ لا کتب الی معاویۃ لا ذکرہ نفسی، ثم امسکت ، فرایت جدّی ﷺ فی المنام ، فقال :(یاحسن ، کیف انت ؟) قلت : بخیر یا رسول اللّٰہ ، وحدّثتہ بحدیثی فقال : (یا بنیّ ، ھکذا حال من رجا الخلق ، ولم یرج الخالق فیما ورد من الافعال ۔

ترجمہ: امام ابن عساکر (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی ''تاریخ میں ابوالمنذر رھشام بن محمد عن ابیہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے طریق سے نقل کیا ہے: ایک بار حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنھما تنگی کا شکار ہو گئے کیونکہ انہیں ہر سال ایک لاکھ (درہم) وظیفہ ملتا تھا، جو کہ ایک سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں (کسی وجہ سے) نہ پہنچایا، تو اس وجہ سے وہ شدید تنگی کا شکار ہوئے ، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات سے متعلق یاددہانی کروانے کے لیے قلم دوات منگوائے مگر پھر میں رک گیا۔ تو میں نے خواب میں اپنے ناناجان ﷺ کو دیکھا: آپ نے فرمایا: اے حسن! تم کیسے ہو؟ میں نے جواب دیا: یارسول اللہ: بخیریت ہوں، اور اپنا حال بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے! جو خالق کے مقرر کردہ امور سے امید رکھنے کی بجائے مخلوق سے امید رکھے اس کا حال ایسا ہی ہوتا ہے۔☆

☆ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو یہ دعا تلقین فرمائی۔

قل: اَللّٰھُمَّ اَقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَ کَ وَاقْطَعْ رَجَایِٔ عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَکَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ضَعُفَتْ عَنْہُ قُوَّتِیْ وَ حِیْلَتِیْ وَلَمْ تَنْتَہِ اِلَیْہِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ یَخْطُرْ بِبَالِیْ وَلَمْ یَبْلُغْہُ اَمَلِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِنَ الْیَقِیْنِ الَّذِیْ اَعْطَیْتَہُ اَحَداً مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ، وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ اِلاَّ خَصَّنِیْ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید بھر دے اور میری امید اپنے ماسوا سے قطع فرمادے، یہاں تک کہ تیرے سوا مجھے کسی سے امید باقی نہ رہے۔

دوسری فصل

۲۵۔ اخرج البخاری عن ابی ھریرۃ قال :قال ﷺ : (من سرّہ ان یبسط لہ فی رزقہ ، وان ینسأ لہ فی اجلہ فلیصل رحمہ)

ترجمہ: امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جسے یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو وہ صلہ رحمی (رشتہ داروں سے میل جول) کرے۔

۲۶۔ واخرج ابن ماجہ عن انس قال : قال ﷺ : (من احبّ ان یکثر اللّٰہ علیہ رزقہ ، فلیتو ضّا ، اذا حضر غدا ؤہٗ ، واذا رفع) المراد۔

(بالو ضو ء ھنا غسل الیدین .)

ترجمہ: امام ابن ماجہ (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو یہ پسند کرے کہ اللہ اسے بہت زیادہ رزق عطا کرے تو وہ کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرے۔ (یہاں وضو سے مراد دونوں ہاتھوں کو دھونا ہے)۔

۲۷۔ واخرج عبدالرزاق فی (المصنف) عن رجل من قریش قال :

(کان رسول اللہ ﷺ ، اذا دخل علیہ بعض الضیّق ، امر اھلہ بالصلاۃ ، ثم قرا ھذہ الآیۃ : (وامر اھلک بالصلاۃ و اصطبر علیھا ، لا نسالک رزقاً نحن نرزقک و العاقبۃ للتقوی)

ترجمہ: امام عبدالرزاق (رحمۃ اللہ علیہ) ''المصنف'' میں قریش کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ: اس نے کہا! کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کو کسی قسم کی پریشانی ہوتی

تو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے، پھر یہ آیت کریمہ پڑھتے:

وَأْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَ اصْطَبِرْ علیھا لاَ نَسْئَلُکَ رِزْقاً نَحْنُ نَرْزُقُکَ ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلْتَقْوٰی)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ، کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیز گاری کے لیے۔

۲۸۔ واخرج سعید بن منصور فی (سننہ) و ابن المنذر فی (تفسیرہ) عن معمر عن حمزۃ بن عبداللہ بن سلام قال: (کان رسول اللہ ﷺ، اذا نزل باھلہ ضیق او شدۃ، امر ھم بالصلاۃ، وتلا: (وامر اھلک بالصلاۃ) (طٰہٰ ۱۳۲)

ترجمہ: امام سعید بن منصور (رحمۃ اللہ علیہ) ''سننہ'' میں اور امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ ''تفسیرہ'' میں معمر (رحمۃ اللہ علیہ) سے وہ حمزہ بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ، انہوں نے بیان کیا: کہ جب رسول اللہ ﷺ کہ اہل خانہ کو تنگی ہوتی تو آپ ﷺ انہیں نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت پڑھتے:

وَأْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ. ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو۔ (طٰہٰ:۱۳۲)

۲۹۔ واخرج الامام احمد بن حنبل فی (الزھد) وابن ابی حاتم فی (تفسیرہ) عن ثابت قال: (کان رسول اللہ ﷺ، اذا اصابت اھلہ خصاصۃ نادی اھلہ باصلاۃ، صلوا، صلوا). قال ثابت: (وکان الانبیاء، اذا نزل بھم امر فزعوا الی الصلاۃ)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) ''الزھد'' میں اور ابن ابی حاتم (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی ''تفسیر'' میں ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا:

جب کبھی حضور ﷺ کے اہل بیت کو کوئی مشکل پیش آتی تو آپ ﷺ اپنے

گھر والوں کو نماز کے لیے پکارتے: صلوا، صلوا، یعنی نماز ادا کرو، نماز ادا کرو، اور ثابت ۔۔ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جب بھی کوئی پریشانی ہوتی تو وہ نماز ہی سے رجوع کرتے تھے۔

۳۰۔ واخرج الطبرانی، وابن مردویه، عن معاذ بن جبل قال: سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول: (یا ایّها الناس، اتخذوا تقوی اللّٰه تجارةً، یاتکم الرّزق بلا بضاعةٍ ولا تجارةٍ، ثم قرا: (ومن یتّق اللّٰه یجعل له مخرجاً، و یرزقه من حیث لا یحتسب)

ترجمہ: امام طبرانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور ابن مردویہ (رحمہما اللہ تعالیٰ علیہم) نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انھوں نے فرمایا: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں اے لوگوں! تجارت (کاروبار) میں اللہ سے ڈرو: تو رزق تمہارے پاس بغیر صلاحیت اور کاروباری (داو پیچ) کے آئے گا، پھر یہ پڑھا:

(وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً، وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ) (الطلاق: ۲)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

۳۱۔ واخرج احمد، والحاکم و صححه، والبیهقی فی (شعب الایمان) عن ابی ذر قال: جعل رسول اللّٰه ﷺ یتلوه هذه الآیة (ومن یتق اللّٰه یجعل له مخرجاً و یرزقه من حیث لا یحتسب) ثم قال: (یا اباذرّ، لو انّ الناس اخذوا بها لکفتهم)

ترجمہ: امام احمد اور حاکم (رحمہ اللہ علیہم) نے بتصحیح اور امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) "شعب الایمان" میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انھوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

یہ آیت پڑھی:

ومن یتق اللّٰہ یجعل له مخرجاً و یرزقه من حیث لا یحتسب)۔

ترجمہ: اور فرمایا: اے ابوذر! اگر لوگ اس آیت کو اختیار کرلیں تو یہ ان کے لیے کافی ہے۔

۳۲۔ واخرج احمد، والنسائی وابن ماجه عن ثوبان قال: قال ﷺ: (انّ العبد لیحرم الرّزق بالذنب یصیبه)

ترجمہ: امام احمد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ (رحمہما اللہ علیہم) ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: بے شک بندہ اپنے ارتکابِ گناہ کے باعث رزق سے محروم ہوجاتا ہے۔

۳۳۔ واخرج ابن ابی حاتم فی (تفسیره) عن عمران بن حصین قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: (من انقطع الی اللّٰه، کفاه اللّٰه مو نته و رزقه من حیث لا یحتسب، ومن انقطع الی الدّنیا و کله اللّٰه الیها)

ترجمہ: امام ابن ابی حاتم (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی "تفسیر" میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اللہ کے لیے دنیا سے کٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور اسے غیبی ذرائع سے رزق عطا کرتا ہے اور جو کوئی (اللہ سے کٹ کر) دنیا ہی کا ہو رہتا ہے تو اللہ اسے دنیا کے حوالے کر دیتا ہے۔ (انتھیٰ)۔

اَلحَمدُ للّٰہ عَلیٰ ذٰلک۔

۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ — تکمیل ترجمہ: جمعرات کی شب

تخریج احادیث

(اصول الرفق فی حصول الرزق)

حدیث نمبر۱: فردوس الاخبار،۲/۲۱۲۔ تاریخ بغداد،۲/۱۸۰۔ ضعیف الجامع، ۵/۲۵۴۔

حدیث نمبر۲: مسند احمد، ۱/۲۴۸۔ سنن ابی داؤد: ۲/۲۷۸، کتاب الوتر، باب الاستغفار۔ سنن ابن ماجہ: ۲/۱۲۵۴، کتاب الادب، باب الاستغفار۔ الترغیب والترھیب: ۲/۶۱۷۔ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ص ۱۴۷۔ المستدرک حاکم: ۴/۲۶۲ (وقال صحیح الاسناد)۔ سنن الکبریٰ بیہقی: ۳/۳۵۱۔

حدیث نمبر۳: مسند الحارث ص: ۱۷۸۔ عمل الیوم واللیلۃ ابن السنی ص ۲۴۰۔ ابن لال: ۱/۱۱۶۔ کشف الخفاء: ۱/۴۵۸۔ فضائل القرآن ابی عبید بن سلام ص: ۱۳۸۔

حدیث نمبر۴: مسند الفردوس: ۳/۴۵۔ کشف الخفاء: ۱/۴۵۸۔

حدیث نمبر۵: مجمع الزوائد: ۱۰/۱۸۳۔ مسند الفردوس: ۱/۵۳۶۔

حدیث نمبر۶: تاریخ بغداد: ۱۲/۳۵۸۔

حدیث نمبر۷: مسند الفردوس: ۴/۸۔

حدیث نمبر۸: مجمع الزوائد: ۱۰/۱۶۰۔ ترمذی القیامہ۔ مسند احمد: ۵/۱۳۶۔

حدیث نمبر۹: صحیح الجامع: ۱/۳۹۶۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، رقم: ۱۵۳۹۔

حدیث نمبر۱۰: الترغیب والترھیب:۴۸۳/۲۔

حدیث نمبر۱۱: سنن ابن ماجہ:۲۹۸/۱۔مسند احمد:۲۹۴/۶۔عمل الیوم واللیلۃ ابن السنّی ،ص:۵۱۔مسند الفردوس:۵۴۷/۱۔

حدیث نمبر۱۲: تفسیر ابن ابی حاتم:۳۶۷/۴۔تفسیرُ القطّان:۳۳۵/۳۔ تفسیر قرطبی:۱۰۸/۱۸۔

حدیث نمبر۱۳: مسند الفردوس:۲۴۱/۳۔فردوس الاخبار:۱۶۸/۱۔

حدیث نمبر۱۴: فردوس الاخبار:۲۴۱/۳۔

حدیث نمبر۱۵: احیاء علوم الدین:۲۹۹/۱۔تلخیص الموضوعات للذھبی:۳۱۲/۱۔ ا لأمالی ابن بشران،ص:۲۵۱،رقم:۵۷۸۔

حدیث نمبر۱۶: کتاب الدعوات الکبیر للبیہقی:۱۶۵/۱،رقم:۲۲۱۔ مکارم الاخلاق الخرائطی:۱۱۳/۳۔کنز العمال:۳۳۵/۲،رقم:۳۸۴۳۔ جامع الاحادیث للسیوطی،رقم:۵۵۳۲۔صحیح ابن حبان:۲۱۴/۳، رقم:۹۳۴۔

حدیث نمبر۱۷: مختصر تاریخ دمشق:۲۴۱۰/۱۔

حدیث نمبر۱۸: الدعوات الکبیر للبیہقی،ص:۱۳۴،رقم:۱۷۸۔مستدرک حاکم:۵۱۵/۱۔ مسند البزّار:۵۲۴۔مجمع الزوائد:۱۶۸/۱۰

حدیث نمبر۱۹: مستدرک حاکم:۵۱۵/۱۔مجمع الزوائد:۱۸۶/۱۰۔ الترغیب والترھیب:۶۱۵/۲۔

حدیث نمبر۲۰: سنن ابی داؤد:۱۹۵/۲،ابواب الوتر باب الاستعاذہ۔ مسند احمد:۱۲۲/۳۔الترمذی کتاب الدعوات۔النسائی الاستعاذہ۔

الترغیب والترھیب: ۶۱۴/۲۔

حدیث نمبر ۲۱: الترغیب والترھیب: ۶۱۳/۲۔

حدیث نمبر ۲۲: کتاب الدعاء للطبرانی ص: ۳۱۷، رقم: ۱۰۴۳۔ مسند ابی یعلیٰ،
۲۱۰/۸، رقم: ۴۷۷۴۔ جامع الاصول: ۲۲۵۷/۴۔
صحیح مسلم: ۲۰۸۴/۴، رقم: ۲۷۱۳۔ کتاب الاذکار النووی، ص: ۹۰۔

حدیث نمبر ۲۳: مسند الفردوس: ۵۴۳/۵۔ مسند احمد: ۵۳۶/۲۔
سنن ابی داؤد: ۳۱۲/۴۔ ترمذی ۴۷۲/۵۔ سنن ابن ماجہ: ۱۲۷۴/۲۔

حدیث نمبر ۲۴: مختصر تاریخ دمشق: ۶/۷ طبع: دار الفکر، دمشق

حدیث نمبر ۲۵: صحیح البخاری: ۶/۲۔ البیوع باب من اَحبَّ البسط فی الرزق عن انس
(رضی اللہ عنہ): ۴۹/۴۔ کتاب الادب من بسط لہ الرّزق عن ابی ھریرۃ
(رضی اللہ عنہ) صحیح مسلم: ۱۹۸۲/۴۔ البر "صلۃ الرحم"۔
سنن ابی داؤد: ۳۲۱/۲، الزکوۃ "صلۃ الرحم" صحیح الجامع: ۲۲۷/۵۔

حدیث نمبر ۲۶: سنن ابن ماجہ: ۱۰۸۵/۲۔ الاطعمۃ، باب الوضوء عند الطّعام۔

حدیث نمبر ۲۷: مصنف عبدالرزّاق، ۴۹/۳، رقم: ۴۷۴۴۔

حدیث نمبر ۲۸: سورۃ طٰہٰ: ۱۳۲۔

حدیث نمبر ۲۹: کتاب الزھد، ص: ۲۴۔ ص ۱۶۵۔ حلیۃ الاولیاء: ۱۹۶/۲۔
اتحاف السادۃ المتقین: ۲۱۴/۹۔

حدیث نمبر ۳۰: معجم کبیر طبرانی: ۹۷/۲۰، رقم: ۱۹۰۔ مجمع الزوائد، ۲۶۶/۷،
رقم: ۱۱۴۲۱۔ الطلاق: ۲۔

حدیث نمبر ۳۱: مستدرک حاکم: ۵۳۴/۲، رقم: ۳۸۱۹۔ مسند احمد: ۵۷۸/۵،

رقم:۲۱۵۹۱۔ بیہقی شعب الایمان:۱۱۲/۲،رقم:۱۳۳۰۔ الطلاق:
۳۷۱/۳،رقم:۱۳۲۲۔

حدیث نمبر۳۲: مسند احمد:۱۷۸/۵۔ مستدرک حاکم:۴۹۲/۲۔ سنن ابن ماجہ،
کتاب الزھد باب الورع۔

حدیث نمبر۳۳: سنن ابن ماجہ: الفتن، باب العقوبات:۱۳۳۲/۲،رقم:۴۰۲۲۔
مسند الشہاب:۲۹۸/۱،رقم:۴۹۵۔ کنز العمال:۱۰۳/۳،رقم:۵۶۹۳
کنز العمال:۲۰۱/۳،رقم:۵۶۹۳۔
جامع الاحادیث:۱۹۹/۷،رقم:۶۸۱۷۔

مَنْ لَمْ يَاْخُذْ شَارِبَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا (نسائی)

جس نے اپنی مونچھوں کو نہ تراشا وہ ہم میں سے نہیں۔

بلوغ المآرب
فی
قص الشوارب

تالیف: **امام جلال الدین سیوطی شافعی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تخریج وترجمہ

علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

دار الاخلاص، لاهور

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمدُ للّٰہ و سلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ.

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ احادیث پر مشتمل جزء ہے جس کا عنوان میں نے "بلوغ المآرب فی قص الشوارب" رکھا ہے۔

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:
(باب إعفاء اللّحی، بخاری)

عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب۔(۱)

(ترجمہ) سیدنا ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ۔"

"النہایہ" میں ہے: احفاء الشوارب کا مطلب ہے کہ مونچھوں کو پست کرنے میں خوب مبالغہ کیا جائے۔

امام بخاری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

انهکوا الشوارب واعفوا اللحیٰ۔(۲)

(ترجمہ) مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا:

حزّو االشوارب ۔ (۳) یعنی مونچھیں اچھی طرح پست کرو۔

امام بزّار علیہ الرحمہ (بسند حسن) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انّ اھل الشرك یعفوا شواربھم ویحفون لحاھم فخالفوھم فاعفوا اللحیٰ واحفوا الشوارب۔ (۴)

(ترجمہ) بے شک مشرکین اپنی مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں کٹواتے ہیں تو تم ان کی مخالف کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

حارث بن ابی اسامہ اپنی مسند میں یحییٰ ابن کثیر سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے بیان کیا:

اتیٰ رجلٌ من العجم المسجد وقد وفّر شاربہٗ وجزّ لحیتہٗ فقال لہ رسول اللہ ﷺ ما حملك علیٰ ھذا ؟فقال انّ ربّی امرنی بھذافقال لہ رسول اللہ ﷺ انّ اللہ تعالیٰ امرنی انْ اوفّر لحیتی واحفی شاربی۔ (۵)

(ترجمہ) ایک عجمی شخص مسجد (نبوی) میں آیا اور اس نے اپنی مونچھیں بہت زیادہ بڑھا رکھی تھیں جبکہ داڑھی کٹوائی ہوئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تمہیں ایسا کرنے کو کس نے کہا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے آقا نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی داڑھی کو بڑھاؤں اور اپنی مونچھوں کو پست کروں۔

امام طبرانی، رسول اللہ ﷺ کی خادمہ امّ عیّاش رضی اللہ عنہا سے (بالاسناد) روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ يحفى شاربه۔(۶)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھوں کو پست کیا کرتے تھے۔

امام دیلمی مسند فردوس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انا آل محمد نعفى لحانا ونحفي شاربنا و انّ آل كسرىٰ يحلقون لحاهم ويعفون شواربهم هديّنا مخالفٌ لهديهم۔(۷)

(ترجمہ) کہ ہم امت محمد یہ اپنی داڑھیوں کو بڑھاتے اور اپنی مونچھوں کو پست کرتے ہیں۔ جبکہ قوم کسریٰ والے اپنی داڑھیوں کو منڈواتے اور مونچھوں کو چھوڑ دیتے ہیں، ہمارا طریقہ ان کے طریقے کے برعکس ہے۔

الشیخ ولی الدین عراقی شرح سنن ابی داؤد میں مونچھیں پست کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مونچھیں پست کرنا خالص دینی معاملہ ہے اور یہ مجوسیوں کے شعار کی مخالفت ہے کیونکہ وہ مونچھیں بڑھاتے ہیں۔ جیسا کہ روایات صحیحہ کے تسلسل سے ثابت ہے۔ اور یہ دنیوی معاملہ بھی ہے کہ اس سے وضع قطع اچھی دکھائی دیتی ہے، جبکہ اس میں منہ سے متعلق امور میں نفاست کا بھی اہتمام ہے۔ اور وہ چیزیں جو اس مقام سے چھوتی ہیں جیسے شہد اور پینے کی چیزیں وغیرہ (ان سے بھی حفاظت ہوتی ہے)۔ اسی طرح اچھی وضع قطع دین سے بھی تعلق رکھتی ہے، کیونکہ اس طرح دین والے کے احکام کی بجا آوری بھی ہوتی ہے، اور اس میں اہل اقتدار جیسے حاکم وقت، مفتی اور خطیب وغیرہ کے لئے بھی تعمیل ارشاد کا سامان ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہو۔

وصوّركم فاحسن صوركم فلا تشبّهوها بما يقبحها.(الاية)

اوراسی طرح ابلیس سے متعلق اس آیت میں ارشاد ہے:

ولامرنهم فليغيّرن خلق الله ....الخ

یہ سب کلام شیخ تقی الدین ابن دقیق العید علیہ الرحمۃ نے بالمعنیٰ ''شرح الالمام'' میں بیان کیا ہے۔

شیخ ولی الدین عراقی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے:

''اس کا مقتضا یہ ہے کہ مونچھیں پست کرنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی، لیکن صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ''واحفوا الشوارب'' (مونچھیں جڑ سے کاٹو) تراشنے سے زیادہ کاٹنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ اوراس سے ان مقاصد کی بھی تائید ہوتی ہے جن کے حصول کے لئے مونچوں کو تراشنے کا حکم دیا گیا ہے اوروہ (مقاصد) یا تو مجوسیوں کے طریقے کی مخالفت ہے یا پھر مونچھیں رکھنے کی قباحتوں کا ازالہ ہے، لہٰذا ''احفوا'' کے ظاہری الفاظ سے بعض علماء (احناف وغیرہ) نے استدلال کیا اور مونچھوں کو جڑ سے اکھاڑنے اور مونڈنے کا موقف اختیار کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، بعض ائمہ تابعین اور اہل کوفہ (یعنی ائمہ احناف) نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ جبکہ بعض دوسرے علماء نے جڑ سے اکھاڑنے اور مونڈنے سے منع کیا ہے، اور یہ امام مالک علیہ الرحمہ کا قول ہے، امام نووی علیہ الرحمہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اسی مسئلہ میں ایک تیسرا قول بھی ہے، کہ آدمی کو ان دونوں امور میں سے کسی ایک کو اپنانے کا اختیار ہے۔ (یہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے)۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔ اکثر احادیث میں یہ روایات لفظ قص سے آئی ہیں اور امام نسائی کی روایت میں حلق کا لفظ بھی آیا ہے اور امام مسلم کے ہاں جزو کے الفاظ بھی ملتے ہیں جبکہ صحیح مسلم میں انھوا اور انھکوا کے الفاظ پر مبنی

روایات بھی آئی ہیں اور یہ تمام عبارات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سے مقصود بالوں کو کاٹنے میں مبالغہ کرنا ہے کیونکہ اَلْـجَزّ (جیم اور زاء ثقلیہ کے ساتھ) بالوں اور چمڑی کو اس حد تک صاف کرنا کہ وہ جلد تک پہنچ جائے اور

احفاء (حاء مہملہ اور فاء کے ساتھ) بالوں کو اکھاڑنے میں شدید مبالغہ کو کہتے ہیں

اور

امام ابوعبید الہروی کہتے ہیں کہ اتنا کاٹو کہ جلد ظاہر ہو جائے اور امام خطابی نے کہا ہے کہ اس سے مراد بالوں کو اکھاڑنے اور صاف کرنے میں مبالغہ کرنا ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس حوالے سے امام شافعی اور ان کے وہ اصحاب جنہیں میں نے دیکھا ہے جیسے امام مزنی اور ربیع وغیرہ سے منقول کوئی قطعی قول نہیں دیکھا۔ یہ لوگ مونچھوں کے معاملہ میں مبالغہ سے کام لیتے تھے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ عمل امام شافعی سے اخذ کیا تھا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب فرماتے ہیں۔ احفاء (مبالغے سے کاٹنا) محض پست کرنے سے افضل ہے اور ابن العربی مارکی نے عجیب بات کی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ قول نقل کیا ہے وہ مونچھیں منڈوانے کو مستحب سمجھتے تھے۔ اور امام اثرم فرماتے ہیں: کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ شدید مبالغہ کے ساتھ مونچھیں کاٹتے تھے اور انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ صرف تراشنے سے افضل ہے۔

امام طبری نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ (احناف) کے حوالے سے بیان کیا ہے اور اہل لغت کی روایت بیان کی ہے کہ احفاء جڑ سے اکھاڑنے کو کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ سنت دونوں امور پر دلالت کرتی ہے اور ان میں کوئی تعارض نہیں کہ قص (تراشنا)

اور احفاء (جڑ سے اکھاڑنا) مونچھوں کو جڑ سے کاٹنے پر دلالت کرتا ہے اور یہ دونوں امور ثابت ہیں سو اس میں آدمی کو اختیار ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی عمل کر لے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحم فرماتے ہیں کہ علامہ طبری کے اس قول میں وارد دونوں صورتوں کا ثبوت احادیث مرفوعہ میں بالمعنی موجود ہے۔

مونچھوں کو تراشنے کا ذکر حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں ہے:

ضِفْتُ النبیَّ صلی الله علیه وسلم و کان شاربی و فی فقصّه علیٰ سواک(۸)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مہمان بن کر گیا جبکہ میری مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسواک رکھ کر کاٹ دیا۔

اور بیہقی کے الفاظ میں:

فوضع السواک تحت الشارب و قصّ علیه

ترجمہ: آپ نے میری مونچھوں کے نیچے مسواک رکھ کر باقی بال کاٹ دیئے۔

امام بزار نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی ہے:

ان النبی صلی الله علیه و سلم ابصرر جلا و شاربه طویل فقال ایتونی بمقص و سواک فجعل السواک علی طرفه ثم اخذ ما جاوزه(۹)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کی مونچھیں بہت بڑھی ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قینچی اور مسواک دو پھر مسواک اس کے ہونٹوں پر رکھی اور جتنا زائد تھا اسے کاٹ دیا۔

امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا (اور اس حدیث کو حسن کہا) انہوں نے بیان کیا کہ: کان النبی صلی الله علیه وسلم یقصّ شاربه(۱۰)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں پست کیا کرتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت شرحبیل بن مسلم الخولانی کی سند سے روایت کیا ہے:

قال رایت خمسة من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یقصون شواربهم،ابو امامه الباهلی،مقدام بن معدی، کرب الکندی،عتبه بن عوف السلمی'الحجاج بن عامر الثمالی و عبدالله بن سفر رضی الله عنهم.(۱۱)

کہ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے پانچ صحابہ کرام ابوامامہ الباہلی' مقدام بن معدی کرب الکندی' عتبہ بن عوف السلمی' الحجاج بن عامر الثمالی اور عبداللہ بن سفر رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھوں کو پست کیا کرتے تھے۔

رہا احفاء یعنی جڑ سے اکھاڑنے کا معاملہ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی میمون بن مہران کی روایت میں ہے۔انہوں نے کہا:

ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم المجوس فقال انهم یوفون سبالهم و یحلقون لحاهم فخالفوهم(۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس یعنی آتش پرستوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی مونچھیں بڑھاتے اور داڑھیاں منڈواتے تھے تو تم ان کی مخالفت کرو۔راوی کہتے ہیں:

کان عمر یستعرض سبلته فجزّها کما تجزا الشاة او البعیر

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھوں کو پکڑتے اور اس طرح مونڈتے جیسے بکری یا اونٹ کو مونڈا جاتا ہے۔(اسے طبری،طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔)

امام ابوبکر بن اشرم نے بطریق عمر بن ابی سلمۃ عن ابیہ روایت کیا ہے۔انہوں

نے کہا:

رأيت ابن عمر يحفى شاربه حتى لا يترك منه شيئا(۱۳)

ترجمہ: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھوں کو اتنا اکھاڑتے، یہاں تک کہ اس میں سے کچھ نہ چھوڑتے تھے۔

اور طبرانی نے عبداللہ بن ابی رافع کی سند سے روایت کیا ہے:

قال رايت ابا سعيد الخدرى و جابر بن عبدالله و ابن عمر و رافع بن خديج و ابا اسيد الانصارى و سلمة بن الاكوع و ابا رافع ينكهون شواربهم كالحلق.(۱۴)

(ترجمہ) میں نے ابوسعید الخدری، جابر بن عبداللہ، ابن عمر، رافع بن خدیج، ابواسید الانصاری، سلمۃ بن الاکوع اور ابورافع کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں اس طرح کاٹتے تھے جیسے مونڈی ہوئی ہوں۔

واخرج الطبرانى من طرق عن عروه و سالم و القاسم وابى سلمة انهم كانو ايحلقون شواربهم.(۱۵)

(ترجمہ) طبرانی☆ نے عروہ بن زبیر، سالم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہم کی اسناد سے روایت کیا یہ سب بزرگ اپنی مونچھیں منڈواتے تھے۔

امام دارقطنی ''الافراد'' میں کہتے ہیں:

نا محمد بن نوح الجنه، ثنا جعفر بن حبيب ثنا عبدالله بن رشيد انبانا حفص بن عمر عبيد الله بن عمر عن نافع قال قيل لا بن عمر انك تحفى شاربک قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعله'(۱۶)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''فتح الباری'' میں طبری لکھا ہے جو کہ درست ہے۔(مجددی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ بھی اپنی مونچھیں جڑ سے اکھاڑتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔" اور (ابو جعفر) تمام کہتے ہیں:

عن عبدالله بن بسر قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يطُرُّ شاربه طراً

اخرجه الطبرانی.(۱۷) (مسند الشاميين الطبرانی، رقم:۱۰۲۶)

ترجمہ :حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی مونچھیں انتہائی خوبصورتی سے سنوارتے تھے۔

اور امام ابن ابی شیبہ اپنی "مصنف" میں روایت کرتے ہیں:

حدثنا كثير بن هشام عن جعفر ابن برقان عن حبيب قال رأيت ابن عمر جزّ شاربه كانه حلقه(۱۸)

ترجمہ: میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی مونچھوں کو اتنا ہلکا کیا ہوا ہے کہ جیسے منڈوایا ہوا ہو۔

اور وہ (ابن ابی شیبہ) کہتے ہیں: عن عبيدالله بن ابی رافع قال رأيت ابا سعيد و رافع بن خديج و ابی سلمه بن الاكوع و ابن عمر و جابر بن عبدالله و ابا اسيد ينهكون شواربهم كما جزالحلق(۱۹)

ترجمہ: میں نے ابو سعید خدری، رافع بن خدیج، ابو سلمۃ بن الاکوع، ابن عمر، جابر بن عبداللہ اور ابو اسید البدری رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی مونچھوں کو اتنا پست کر رکھا ہے گویا کہ منڈوایا ہوا ہے۔

اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں۔

عن عثمان بن ابراهيم بن ابراهيم بن محمد بن حاطب قال رأيت عبدالله ابن عمر قداحفى شاربه حتى كانه نتفه'(۲۰)

ترجمہ: میں نے ابن عمر کو دیکھا انہوں نے اپنی مونچھوں کو اتنا تراشا ہوا تھا کہ جیسے نوچا ہو۔
اورامام طبرانی ''معجم کبیر'' میں روایت کرتے ہیں۔

حدثنی ....عثمان بن عبدالله بن رافع انه رایٰ ابا سعید الخدری و جابر بن عبدالله و عبدالله بن عمر و سلمة بن الاکوع و ابا اسید البدری و رافع بن خدیج و انس بن مالک یا خذون من الشوارب کاخذ الحلق(۲۱)

ترجمہ: انہوں نے ابوسعید خدری، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، سلمۃ بن الاکوع، ابو اسید البدری، رافع بن خدیج اور انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھوں کو حلق یعنی منڈوانے کی طرح ہلکا کرتے تھے۔

☆☆☆☆

تخریج احادیث

(بلوغ المآرب فی قصّ الشوارب)

۱- صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب اعفاء اللحی ج: ۲ ص: ۸۷۵ طبع: کراچی
صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ: ج: ۱ ص: ۱۲۹ طبع: کراچی

۲- صحیح بخاری: ایضاً ج:۲ ص:۸۷۵ طبع: کراچی

۳- صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ ج:۱ص:۱۲۹ ط: کراچی

۴- کشف الاستار: کتاب الزینۃ: رقم:۲۷۹۸ مجمع الزوائد: ج۵ ص: ۱۶۹
(اسنادہ حسن)

۵- مسند الحارث: کتاب اللباس والزینۃ باب ماجاء فی الاخذ من الشعر
رقم الحدیث:۵۸۳ المطالب العالیہ: رقم:۲۳۰۸

۶- مجمع الزوائد: باب ماجاء فی الشارب واللحیۃ:۲/۳۳۲ ایضا:۵/۱۹۸ رقم:۸۸۴۲

۸- مسند الفردوس: ج: ۱ ص:۵۴ رقم:۱۴۸ جامع الاحادیث:۹/۴۱۶ رقم:۸۷۰۶

۸- طبرانی کبیر:۱۵/۲۷۰ رقم:۱۷۴۳۱۔ سنن ابی داؤد: کتاب الطہارۃ ج:۱ ص:۴۸
طبع: ریاض، معرفۃ السنن والآثار:۱/۳۹۷ رقم:۳۳۱ شرح معانی الآثار
ج:۲ ص:۳۰۷ کراچی

۹- مجمع الزوائد ج: ۵ ص:۱۴۴

۱۰- الجامع الترمذی: کتاب الادب، باب قص الشارب رقم الحدیث:۲۷۶۰

۱۱- سنن الکبریٰ للبیہقی: ج:۱ ص: ۱۵۱ رقم:۷۱۸

۱۲- معجم الاوسط: رقم ۱۶۵۱ معجم کبیر طبرانی: ج: ۱۱ ص:۱۷۳ رقم: ۲۵۷
سنن الکبریٰ للبیہقی: ج:۱ ص:۱۵۱ رقم: ۷۱۶ شعب الایمان: رقم:۵۹۴۸

۱۳- تغلیق التعلیق (ابن حجر عسقلانی) ج: ۳ ص: ۲۶۴

۱۴- سنن الکبریٰ للبیہقی: ج:۱/۱۵۱ رقم:۷۱۷ معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم:۴/۳۱۴
رقم:۱۳۸۸

۱۵- فتح الباری: ج:۱۰ ص:۴۷۰ کتاب اللباس، حلق العانۃ وتقلیم الاظافر

۱۶- معجم کبیر طبرانی:۱۱/ ۳۱۵ رقم:۶۹۱ اطراف الغرائب والافراد ۳/۴۷۲
رقم:۳۳۱۳ طبقات الکبریٰ ابن سعد: رقم:۱۱۵۲

۱۷- الاحادیث المختارہ: رقم:۲۹۲۹ مسند الشامیین طبرانی: رقم:۱۰۲۶
مجمع الزوائد:۲/۳۳۲ فوائد تمام: رقم:۱۸۵ ج:۳ ص:۴۷

۱۸- مصنف ابن ابی شیبۃ ۶/۱۰ رقم:۴

۱۹- العلل لابن ابی حاتم:۱/۲۲۷۶ رقم:۲۲۲۳ مصنف ابن ابی شیبۃ:۶/۱۱۰ رقم:۷
سنن کبریٰ بیہقی :۱/۱۵۱ رقم: ۷۱۷

۲۰- شعب الایمان:۱۳/ ۴۵۷ رقم:۶۱۷۶ شرح معانی الآثار: ج: ۲ ص:۳۰۱
ط: کراچی طبقات ابن سعد:۴/۱۷۶ زادالمعاد:۱/۱۷۱
تاریخ دمشق:۳۸/۳۱۵ رقم:۴۵۷۳

۲۱- معجم الکبیر طبرانی: ج:۱ ص: ۲۸۹

☆☆☆☆

القول الأشبه:

فی حدیث من عرف نفسه فقد عرف ربّه.

(جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا)

(واضح ترین قول)

مؤلف: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: علامہ محمد شہزاد مجدّدی

دار الاخلاص، لاھور

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ للّٰہ وسَلام" علٰی عبادہ الذین اصطفٰی.

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اوراس کے برگزیدہ بندوں پر سلام۔

زبان زدعام روایت "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" (جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) کے معنی کے بارے میں سوالات بہت بڑھ گئے ہیں۔ کبھی اس سے ایسے معنی سمجھے جاتے ہیں جو درست نہیں اور کبھی انہیں اکابر صوفیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لہذا میں نے اس مضمون میں شرح حال اور دفع اشکال کے لیے کچھ قلم بند کیا ہے اور اس میں دو مقالے ہیں،

پہلا مقالہ:

یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ امام ابوزکریا محی الدین النووی رحمہ اللہ سے ان کے فتاویٰ میں اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا، یہ ثابت نہیں ہے اور ابن تیمیہ نے کہا یہ موضوع (جعلی) ہے۔ امام زرکشی علیہ الرحمہ نے احادیث المشتھرہ (۳) میں کہا کہ ابن السمعانی نے بیان کیا ہے کہ یہ یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمہ کا کلام ہے۔

دوسرا مقالہ:

امام محی الدین نووی رحمہُ اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: "اس کا مطلب ہے جس نے اپنی ذات کو ذات باری کی طرف کمزوری محتاجی، اور بندگی کے حوالے سے پہچانا، اس نے اپنے رب کو قوت، ربوبیت، کمال مطلق اور اعلیٰ صفات کے ساتھ پہچانا۔" شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ قدس سرہٗ "لطائف المنن" میں فرماتے ہیں، میں نے اپنے شیخ

ابوالعباس المرسی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا: اس قول کا مفہوم دو طرح سے ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے اپنی ذات کو پستی، عاجزی اور احتیاج کے ساتھ پہچان لیا، اس نے خالق حقیقی کو اس کی عظمت، قدرت اور شان بے نیازی کے ساتھ پہچان لیا۔ پس معرفت نفس پہلے اور معرفت الٰہی بعد میں ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ بلاشبہ جو اپنی ذات کو پہچان لیتا ہے تو اسی کے ذریعے اس پر یہ کھلتا ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی اللہ کو پہچانتا تھا، سو پہلا حال سالکین کا اور دوسری کیفیت مجذوبین کی ہے۔ شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ ''قوت القلوب'' میں فرماتے ہیں۔ اس کا معنی ہے کہ جب تم نے اپنے نفس کی عادات کے بارے میں مخلوق کے معاملے کو سمجھ لیا ہے (جبکہ) یقیناً تم اپنے اوپر اپنے افعال کے حوالے سے اعتراض اور اپنے اعمال میں نکتہ چینی کو ناپسند کرتے ہو، تو اس سے تم نے اپنے خالق کی صفات کو پہچان لیا کیونکہ بلاشبہ وہ بھی یہ ناپسند کرتا ہے، پس اس کی قضا اور عمل پر راضی رہ، جیسا کہ تو اپنے عمل کے لیے یہ پسند کرتا ہے۔ حضرت شیخ عزالدین قدس سرہ فرماتے ہیں: اس قول سے متعلق رازوں میں سے ایک راز مجھ پر کھلا ہے جس کا اظہار ضروری اور اس کی توصیف مستحسن ہے۔ وہ یہ کہ ''حق تعالیٰ شانہٗ نے اس لطیف روح کو جو لطیفہ لاہوتی ہے اس پیکر جسمانی میں رکھا ہے جو ناسوتی آلائشوں سے اَٹا پڑا ہے۔ یہ بھی واحدانیت و ربانیت کی ایک دلیل ہے۔ اس مثال سے استدلال کی مزید دس وجوہات ہیں۔

اول: چونکہ پیکر جسمانی کسی منتظم و مہتمم کا محتاج تھا اور روح اس کے لیے سبب تحریک بھی ہے اور ذریعہ تنظیم بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کائنات کا بھی کوئی بنانے والا اور چلانے والا لازمی ہے۔

دوم: کیونکہ اس نظام جسمانی کو چلانے والی روح ایک ہے، اس سے ہمیں معلوم ہوا

کہ اس کائنات کا چلانے والا بھی ایک ہی ہے اور اس نظام تکوینی وتدبیری میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور یہ کسی طور جائز نہیں کہ اس سلطنت میں کوئی اس کا ہمسر ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء:۲۲)

"اگر اللہ کے سوا اس کائنات میں دو خدا ہوتے، وہ آپس میں جھگڑتے"

حق تعالیٰ شانہٗ کا فرمان ہے:

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا. سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا.

"آپ فرمادیں کہ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو وہ بھی عرش پر پہنچنے کی کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے۔ اس کی ذات پاک و برتر ہے ان کی باتوں سے اور وہ بہت بلند ہے۔"

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلٰهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ (المومنون:۹۱)

(ترجمہ) اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا نہیں، اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی بڑائی چاہتا مگر اس کی ذات پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں"۔

سوم: اسی طرح بدن میں ہونے والی ہر حرکت کے پیچھے روح کی قوت ارادی کام کر رہی ہے اور یہ حرکت روح کے لیے ہی ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ کوئی صاحب اختیار ہے جو اپنے دائرہ تکوین میں تصرف کر رہا ہے اور خیر یا شر سے متعلق ہونے والی کوئی حرکت بھی ایسی

نہیں جو اس کے ارادے، تخلیق اور تقدیر کے تحت نہ ہو۔

چہارم: یونہی جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جس کی نقل و حرکت کا علم اور شعور روح کو نہ ہو۔ اس کی کوئی نقل و حرکت ایسی نہیں جو روح سے پوشیدہ ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کا کوئی ذرہ بھی ذات باری سے مخفی نہیں۔

پنجم: جیسا کہ جسم کا کوئی حصہ دوسرے جزو کی نسبت روح سے زیادہ قریب نہیں۔ البتہ روح جسم کے ہر عضو کے قریب ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ ہر چیز کے قریب ہے لیکن کوئی چیز دوسری کی نسبت اس سے زیادہ قریب یا زیادہ دور نہیں ہے اور یہ قرب و بعد فاصلے کہ معنی میں نہیں ہے کیونکہ وہ ذات پاک اس سے پاک ہے۔

ششم: کیونکہ روح جسم کے وجود سے پہلے بھی موجود تھی اور اس کے فنا ہونے کے بعد بھی موجود رہے گی۔ لہذا ہم نے جانا کہ پروردگار عالم مخلوقات کے وجود سے پہلے بھی موجود تھے اور اس کے بعد بھی لازوال شان و عظمت کے ساتھ ہمیشہ موجود رہیں گے۔

ہفتم: کیونکہ روح کے جسم میں ہونے کے باوجود اس کی کیفیت معلوم نہیں ہوتی لہذا معلوم ہوا کہ خالق اکبر بھی کیفیات سے پاک اور منزہ ہے۔

ہشتم: کیونکہ جسم میں ہونے کے باوجود روح کا مقام نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات باری بھی کسی مقام میں مقیم ہونے سے پاک ہے۔ اسے کہاں اور کیسے سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ جس طرح روح تمام جسم میں موجود ہے اور کوئی عضو اس سے خالی نہیں ہے ایسے ہی حق تعالیٰ سبحانہ و تعالیٰ ہر جگہ ہے اور کوئی جگہ اس سے خالی نہیں ہے اور وہ زمان و مکان سے پاک اور منزہ بھی ہے۔

نہم: کیونکہ روح جسم میں ہونے کے باوجود آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتی اور نہ ہی

تمثیلی صورت اختیار کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ذات حق کو بھی ظاہری آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور نہ ہی وہ صورت و مظاہر اختیار کرتی ہے اور وہ شمس و قمر سے بھی مشابہت نہیں رکھتی ہے۔

لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر

''کوئی شے اس کے مثل نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

دہم: جس طرح روح کو چھوا، اور چھیڑا اور پکڑا نہیں جا سکتا، ایسے ہی ذات باری جسمانیت اور چھونے چھیڑے جانے سے منزہ اور پاک ہے۔

تو یہ مطلب ہے ''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا کا تو خوش خبری ہے اس کے لیے جس نے پہچانا اور اپنے گناہ کا اعتراف کیا، اس قول کی ایک تفسیر اور بھی ہے، وہ یہ کہ تمھیں یہ معلوم ہو جائے کہ تمہارے نفس کی صفات تمہارے رب کی صفات کے برعکس ہیں تو جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا تو اس نے اپنے رب کو بقاء کے ساتھ پہچانا، اور جس نے اپنے نفس کو جفا اور خطا کے حوالے سے پہچانا تو اس نے اپنے رب کو وفا و عطا کے جہت سے پہچانا اور جس نے اپنے نفس کو ویسے پہچانا جیسا کہ وہ ہے تو اس نے اپنے رب کو ویسے پہچانا جیسا کہ وہ ہے۔

اور جان لو! کہ تمہارے پاس عرفان ذات (اپنی پہچان) کا جیسا تمہاری ذات ہے کوئی راستہ نہیں تو پھر اس کی ذات (کی حقیقت) تک رسائی کیسے ممکن ہے۔ گویا کہ اس قول میں ایک امر محال کو دوسرے امر محال پر موقوف ٹھہرایا گیا ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ تم اپنے نفس کو اس کی کیفیت و کمیت کے ساتھ پہچان سکو، تو اپنے دو پہلوؤں کے مابین موجود نفس، اس کی کیفیت، اینیت (موجودگی) ظاہری و باطنی و ساخت اور جلوہ فرمائی کی تعریف سے قاصر ہو تو یہ کیسے مناسب ہے کہ مقام بندگی کے باوجود تم شان ربوبیت کو اس کے کیف و کم اور وجود کے حوالے سے بیان کر سکو۔ جب کہ وہ کیفیت و کمیت سے ہی پاک ہے اور

صدرالدین قونوی علیہ الرحمہ نے شرح "التعرف" میں کہا ہے۔" کہ بعض اہل معرفت نے اس قول کی شرح میں بیان کیا ہے کہ اس کا تعلق "باب تعلیق" سے ہے جو واقع نہیں ہوسکتا اور وہ یہ ہے کہ معرفت ذات کا دروازہ شارع علیہ السلام نے یہ فرما کر بند کر دیا ہے کہ:

"قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی (الاسراء:۸۵)

آپ کہہ دیجئے! کہ روح امر رب میں سے ہے۔

تو اس فرمان سے متنبہ کر دیا کہ انسان جب اپنی ہی ذات کے ادراک سے قاصر ہے جو مخلوق ہونے کے ساتھ ہر چیز سے بڑھ کر اس کے نزدیک ہے تو وہ اپنے خالق کی معرفت سے بدرجہ اولیٰ عاجز ہے بلکہ وہ تو اپنے کلام، حواس، سماعت، بصارت، اور قوت شامہ (سونگھنے) کی حقیقت تک رسائی سے بھی عاجز ہے اور ان کے علاوہ دیگر امور میں بھی، کیونکہ بلاشبہ انسانوں کے مابین ان تمام امور میں اختلاف اور مکاتیب فکر ہیں۔ جن میں غور وخوض کرنے والا طویل مدت کے بعد بھی کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچتا، جیسا کہ ان میں ایک اختلاف ہے کہ بینائی (آنکھ کی) پتلی کی حرکت سے کام کرتی ہے۔ یا شعاع کے نکلنے سے اور قوت شامہ (سونگھنے کی حس) ہوا کی گردش سے کام کرتی ہے۔ یا خوشبودار اجزاء کی طبعی حالت سے، اسی طرح دیگر امور میں بہت سے مشہور اختلافات کا معاملہ ہے تو جب ان ظاہری اشیاء کا یہ حال ہے جنہیں انسان اس حد تک قریب سے جانتا ہے تو اس ذات بزرگ و برتر کی معرفت کا کیا عالم ہوگا۔ سو یہاں وہ مقصد حاصل ہو گیا جس کے لیے ہم نے اس قول کی شرح میں مختلف اقوال پیش کیے ہیں۔ واللہ اعلم

الحاوی للفتاوی (ج ۲ ص ۲۳۸ تا ۲۴۱)

(مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد پاکستان)

رِسالہ سُلطانیہ

مؤلف: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مترجم: علامہ محمد شہزاد مجدّدی

دارالاخلاص، لاہور

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ والصّلاۃُ والسّلامَ عَلٰی رسول اللّٰہ وعلٰی آلہ وصحبہ.

علماء وائمہ کرام نے اس بات پر دلائل پیش کئے ہیں کہ علماء کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ حکمرانوں کی طرف آمد ورفت نہ رکھیں، کیونکہ بلاشبہ اس کی ممانعت اور اس عمل کے مرتکب علماء کی مذمت میں نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث مروی ہیں۔

ان احادیث میں سے ایک وہ ہے جسے امام ابوداؤد، ترمذی نے مع التحسین، النسائی اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

(۱) اخرجه ابو داؤد، والترمذی وحسّنه، والنسائی، والبیهقی فی (شعب الایمان) عن ابن عبّاس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما عن النبی ﷺ قال: ((مَن سَکَنَ البادیة جَفا، ومن اتَّبَعَ الصَّیدَ غَفَل، ومن اتی ابوابَ السُّلطان افتتن))

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو جنگل میں (آبادی سے دور) مقیم ہوا وہ سخت مزاج ہوگیا، جس نے شکار کا تعاقب کیا وہ غافل ہوا اور جو کوئی حاکم کے دروازہ پر آیا فتنہ کا شکار ہوگیا۔" ☆

☆ علامہ عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمہ "فیض القدیر" میں (۱۸۹/۶) لکھتے ہیں (جو جنگل میں مقیم ہوا اس نے زیادتی کی) اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا دل سخت اور مزاج کرخت ہو جاتا ہے، پھر اسی باعث وہ امور خیر مثلاً نیکی اور صلہ رحمی کی طرف مائل نہیں ہوتا کیونکہ وہ علماء سے دور ہو جاتا ہے اور اسی عمل کی بناء پر وہ صلحاء کی صحبت میں کم جاتا ہے پس اس کی طبیعت میں وحشی پن آجاتا ہے اور حافظ ابن حجر (رحمۃ اللہ علیہ) سے حدیث شریف کے اس حصہ (جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہوا) کا معنی یوں نقل کیا ہے:
شکار کی کثرت اور اس میں مستقل مشغولیت مکروہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بعض واجبات (جاری)

(۲)اخرج الامام احمد فی (مسنده)، وابو داؤد، والبیھقی بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ ((مَن اَتَی ابوابَ السُّلطان افتُتن ، وَمَا ازدَادَ مِنَ السُّلطان قُرباً الا ازدَادَ مِنَ اللّٰہِ [تعَالی] بُعداً))

ترجمہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور امام ابوداؤد و بیہقی رحمھما اللہ تعالیٰ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو حاکم کے دروازہ پر گیا وہ فتنہ میں پڑا اور جتنا کوئی حکمران سے قریب تر ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور تر ہوتا جاتا ہے''۔

(۳)اخرج ابن ماجہ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ((انَّ مِن ابغَضِ القرّاءِ اِلی اللّٰہِ [تعالیٰ] الذین یَزُورونَ الاُمَرَاء))

ترجمہ: امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے غضب کا زیادہ شکار ہونے والے قاری وہ ہیں جو اُمرا (حکمرانوں) سے ملتے جلتے ہیں''۔☆

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور بیشتر مستحبات چھوٹ جاتے ہیں۔

علامہ مناوی (حاکم کے دروازے پر جانے والا فتنہ میں پڑا) کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

یعنی اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا تو یقیناً دینی معاملہ میں خطرے سے دوچار ہوگا اور اگر حاکم کی مخالفت کی تو یقیناً اپنی جان کو خطرے میں ڈالے گا۔ پھر اگر اس نے دنیا کی وسعت پر نظر رکھی تو خود پر اللہ کی نعمت کو حقیر جانا اور اگر اس کی ملازمت اختیار کی تو پھر دنیا میں گناہ اور آخرت میں پکڑ سے نہیں بچے گا۔

☆ حدیث کا پورا متن سنن ابن ماجہ میں ان الفاظ میں منقول ہے (تعوّذ وا باللّٰہ من جُبّ الحزن) قالوا یا رسول اللّٰہ ! وما جُبُّ الحزن ؟ قال :(واد فی جھنم تعوّذ منہ جھنم کلّ یوم اربعمائۃ مرّۃ) قالوا: یا رسول اللّٰہ ! ومن یدخلہ ؟ قال : (أُعدّ للقرّاء المرائین باعمالھم وانّ من ابغض القرّاء اِلی اللّٰہ الذین یزورون الأمراء) (جاری)

(۴) اَخرج ابن لال عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ [قال :قال رسول اللّٰہ ﷺ]:((انّ اَبغضَ الخَلقِ اِلی اللّٰہِ [تعالی] العالِمُ الذِی یزُورُ العُمَّال))

ترجمہ: امام ابن لال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ساری مخلوق میں سے زیادہ ناراض اس عالم سے ہوتا ہے جو حکمرانوں سے ملتا جلتا ہے''۔

(۵) اَخرج الدّیلمی فی (مسند الفردوس) عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ:((اِذا رَایتَ العَالِمَ یُخَالِط السُّلطانَ مُخَالَطۃً کَثِیرۃً فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لِصٌّ))

ترجمہ: امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند الفردوس'' میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ حکمران سے زیادہ میل جول رکھتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ (دین کا) ڈاکو ہے''۔

(۶) اَخرج ابن ماجہ بسندٍ رجالہ ثقات عن ابن عبّاس رضی اللّٰہ عنہ عن النبی ﷺ :((انّ اُناساًمن اُمَّتِی سیتفقّھُونَ فی الدّینِ ، ویَقرءُ ونَ القرآن ، ویقُولون: نَاتِی الامراء فَنُصِیبُ من دُنیَا ھِم ونَعتزِلُھُم بدیننَا، ولا یَکُونُ ذلک ، کما لا یُجتنَی مِنَ القَتَادِ الا الشوک ، کذلک لا یُجتنَی من قُربِھِم الا الخطایا))

ترجمہ: امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی سند سے روایت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سے جب الحزن سے پناہ مانگو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب الحزن کیا شے ہے؟ آپ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے، جس سے جہنم بھی ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے، صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ اس میں کون لوگ جائیں گے، آپ نے فرمایا وہ ان قراء کے لیے تیار کی گئی ہے جو اپنے اعمال دکھا دکھا کر کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک بدترین قراء وہ ہیں جو امراء کا دیدار کرتے ہیں۔محاربی فرماتے ہیں اس سے مراد ظالم امراء ہیں۔

کیا ہے جس کے راوی ثقہ ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جلد ہی میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں علم وفہم کا دعویٰ کریں گے اور قرآن پڑھیں گے، اور کہیں گے ہم امراء کے پاس جاتے ہیں تا کہ ان سے دنیوی حصہ حاصل کریں اور اپنے دین کے لیے ان سے دوری اختیار کریں اور ایسا نہیں ہوگا، جس طرح کانٹے دار درخت کو چھیڑنے سے سوائے کانٹا چبھنے کے کچھ نہیں ملتا، اسی طرح ان کی قربت سے بھی سوائے کوتاہیوں کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔

(۷) اخرج الطبرانی فی (الاوسط) بسندٍ رجاله ثقات عن ثوبان رضی الله عنه مولٰی رسول الله ﷺ۔ قال : قلتُ :یا رسول الله : أمِن اَهلِ البیتِ اَنا ؟ فسکتَ، ثمّ قال فی الثالثة : نَعَم مَالَم تَقُم علی بَاب سُدّة ، او تاتِی امیر اً تسأله.

(قال الحافظ المنذری فی(الترغیب والترهیب) : المراد بالسدّة هنا:باب سلطان و نحوه)

ترجمہ: اور امام طبرانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ثقہ راویوں کی سند سے ''معجم اوسط'' میں حضرت ثوبان (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں اہل بیت میں سے ہوں؟ تو آپ خاموش رہے، پھر تیسری بار پوچھنے پر فرمایا: ہاں! جب تک کہ تم کسی حاکم کے دروازے پر کھڑے نہ ہو، اور کسی سردار کے ہاں سوال کے لیے نہ جاؤ''۔

حافظ المنذری علیہ الرحمہ ''الترغیب والترھیب'' میں فرماتے ہیں :یہاں ''السّدة'' سے مراد حاکم وقت اور اسی طرح کے اور لوگوں کا دروازہ ہے''۔

(۸) اخرج البیهقی عن رجل من بنی سلیم قال: قال رسول الله ﷺ ((اِیّا کم وابوابَ السُّلطان))

ترجمہ: امام بیہقی علیہ الرحمہ بنو سلیم کے ایک فرد سے روایت کرتے ہیں : کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حاکم کے دروازے سے بچو''۔

(۹) اخرج الدارمی فی (مسنده) عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه قال: ((من طلب العلم لا ربع دخل النّار :لیُبَاهِی به العلماء، او یُماری به السفهاء ، او یَصرِفَ بِهِ وُجُوه النّاس الیه ، او یاخُذَ به منَ الا مراء))

ترجمہ: امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: جس نے علم چار چیزوں کے لیے حاصل کیا وہ جہنم میں گیا، "تا کہ اس کے ساتھ علماء پر فخر کرے یا احمقوں سے جھگڑا کرے، یا اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے، یا اس کے ذریعے اُمراء سے کچھ حاصل کرے"۔

(۱۰)اخرج العُقیلی عن انس رضی اللّٰه عنه قال : قال رسول الله ﷺ:

((العُلمَاءُ امنَاءُ الرّسُل علی عِبَادِاللّٰه مَا لم یُخالِطوا السُّلطان .فاذا فعلُوا ذٰلک فقد خانوا الرسل فاحذرو هم واعتزلوهم))

ترجمہ: امام عقیلی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "علماء اللہ کے بندوں پر رسولوں کے امین ہیں جب تک کہ وہ حکمرانوں سے گھل مل کر نہ رہیں، تو جب وہ ایسا کریں تو یقیناً انہوں نے رسولوں سے خیانت کی، تو اس وقت ان سے بچو اور انہیں چھوڑ دو"۔ ☆

☆حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حسن بن سفیان کی "مسند" کی طرف منسوب کیا ہے اسے حاکم نے اپنی تاریخ میں، ابونعیم نے "حلیہ" میں، دیلمی نے "مسند الفردوس" میں اور رافعی نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے جبکہ حافظ ابن عبدالبر نے "جامع بیان العلم" میں نقل کر کے اسے عقیلی کی طرف منسوب کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے جیسا کہ "تلخیص الموضوعات" علامہ ذہبی، رقم:۱۶۷ میں ہے جبکہ امام سیوطی علیہ الرحمہ نے (اللآلی ۱/۲۰۱) میں اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلاشبہ اس حدیث کے متعدد صحیح اور معنوی شواہد موجود ہیں جو چالیس سے زائد ہیں اس لیے اصول حدیث کے تقاضوں کے مطابق اس پر حسن کا حکم لگایا جائے گا اور شیخ البانی نے ضعیف الجامع، رقم:(۳۸۸۳) اسے ضعیف کہا ہے۔

(١١)اخرج العسكری عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه ﷺ :((الفقهاءُ أُمناءُ الرُّسُل ما لَم يَدخُلُوا فی الدُّنیا ويَتبعُوا السلطان فاذا فعلوا ذلک فاحذروهم))

ترجمہ: امام عسکری (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"فقہاء رسولوں کے امین ہیں جب تک وہ دنیاداری اختیار نہ کریں اور حاکم وقت کے حاشیہ بردار نہ بنیں تو جب وہ ایسا کرنے لگیں تو ان سے بچو"۔

(١٢) اخرج ابو نعیم فی (الحلية) عن جعفر بن محمد الصادق قال : ((الفقهاءُ أُمناءُ الرُّسُل ، فاذا رايتم الفقهاء قد رَكَنُوا الی السلطان فاتهمُوهُم))

امام ابونعیم (رحمۃ اللہ علیہ) نے "حلیہ" میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

" فقہاء رُسُل (علیہم السلام) کے امین ہیں، تو جب تم فقہاء کو دیکھو کہ وہ حاکم وقت کی طرف گام زن ہیں تو انہیں ملامت کرو"۔

(١٣)واخرج الديلمی عن معاذبن جبل رضی اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه ﷺ :((ما من عالم اتی صاحب سلطان طوعاً، الاّ كان شريكه فی كلّ لون يُعذّبُ به فی نار جهنّم))

ترجمہ: امام دیلمی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایسا عالم جو برضا و رغبت حاکم وقت کے پاس جائے تو وہ جہنم کی آگ میں اسے دیئے جانے والے عذاب کے ہر رنگ میں اس کا شریک ہوگا"۔

١٤۔ واخرج الديلمی عن عمر [ابن الخطاب]رضی اللّٰه عنه قال: قال

رسول اللّٰہ ﷺ :((انّ اللّٰہ یُحب الامراء اذا خالطوا العُلماء ،ویَمقتُ العُلماء اذا خالطوا الامراء ، لا نّ العلماء اذاخالطوا الامراء رَغِبوا فی الدّنیا ، والامراء اذا خالطوا العلماء رَغبوا فی الاخرۃ))

ترجمہ: امام دیلمی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ علماء کے ساتھ میل جول رکھنے والے اُمراء کو پسند کرتا ہے اور اُمراء کے ساتھ میل جول رکھنے والے علماء سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ یقیناً جب علماء اُمراء کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں تو دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور اُمراء جب علماء کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں تو آخرت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں''۔

(۱۵) واخرج ابن ابی شیبۃ فی (مصنفہ) عن حذیفہ ابن الیمان رضی اللّٰہ عنہ قال : (([الا]لا یَمشِیَنّ رَجُل منکم شِبراً الی ذی سُلطان)

ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی مصنّف میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''خبردار تم میں سے کوئی شخص صاحب اقتدار کی طرف ایک بالشت بھی نہ جائے''۔

(۱۶) واخرج البیھقی عن محمد بن واسع قال : سَفُّ التّراب خیر من الدُّنُوّمن السلطان)).

ترجمہ: امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت امام محمد بن واسع (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

''حکمران کے قرب کی نسبت مٹی میں مل جانا بہتر ہے''۔ (شعب الایمان،رقم:۹۴۲۹)

۱۷۔ واخرج البیھقی عن الفضیل بن عیاض (۳) قال :((کُنّا نَتعَلم اجتناب

السُّلطان کما نتعلمُ سُورَۃً مِنَ القرآن))

ترجمہ: امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت فضیل بن عیاض (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

"ہم حاکم وقت سے دور رہنے کی تعلیم اسی طرح حاصل کیا کرتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سیکھا کرتے تھے"۔

(۱۸) واخرج البیھقی عن سفیان الثوری قال:((اذا رَایتَ القاری یَلُوذ بالسُّلطان ، فاعلم انَّہُ لِصّ ، وایّاکَ ان تُخدَعَ فیُقالُ لکَ :تَرُدُّ مَظلمۃ ، تَدفعُ عن مظلوم ، فانّ ھذہ خدعۃ ابلیس اتخذھا للقرّاء سُلّماً))

ترجمہ: امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت سفیان ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

"جب تم کسی قاری کو حاکم وقت کی خدمت میں دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ چور ہے، اور اس فریب سے بچنا جب وہ تمہیں یہ کہے کہ وہ اسے ظلم سے روکنے کے لیے اور مظلوم کی حمایت کے لیے ایسا کرتا ہے کیونکہ بے شک یہ شیطان کا فریب ہے جسے اس نے قاریوں کے لیے بطور سیڑھی اختیار کیا ہے"۔☆

☆ علامہ ابن جوزی تلبیس ابلیس میں صفحہ ۱۳۹ میں لکھتے ہیں:

"معاملہ میں فریب دیا ہے اس کی وجہ سے ان میں سے کوئی یوں کہتا ہے کہ ہم تو دربار شاہی میں اس لیے جاتے ہیں تاکہ کسی مسلمان کی سفارش کر سکیں اور اس فریب کا انکشاف اس چیز سے ہوتا ہے کہ اگر یہی سفارش حکمران کے پاس جا کر کوئی اور کر دے تو انہیں یہ ناگوار گذرتا ہے اور کبھی تو وہ حاکم کے پاس تنہا جانے کی وجہ سے ایسے شخص کو ملامت بھی کرتے ہیں۔ ایسے ہی انہوں نے اپنی کتاب "صید الخاطر" ص ۹۴ میں بھی ابلیس کی ان کمندوں کا ذکر کیا ہے جن سے وہ علماء کا شکار کرتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب مذکور۔

(۱۹) واخرج البیھقی عن ابن شھاب قال: سمعتُ سفیان الثوری یقول لرجُل :
((ان دَعوکَ لِتقرا علیھم (قل ھو اللّٰہ احد) فلا تاتھم))قیل لابن شھاب : من
تعنِیی؟ قال: السلطان.

ترجمہ: امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت ابن شہاب (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے سفیان ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) سے سنا کہ وہ ایک شخص سے کہہ رہے تھے "اگر وہ تمہیں قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد (سورہ الاخلاص) پڑھنے کے لیے بھی بلائے تو اس کے پاس مت جانا"۔ ابن شہاب (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا گیا یعنی کون؟ تو انہوں نے کہا حاکم وقت۔

(۲۰) واخرج الحکیم الترمذی فی (نوادرالاصول) عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ قال: اتانی رسول اللّٰہ ﷺ وأنا اعرفُ الحزن فی وجھہٖ ، فاخذ بلحیتہٖ فقال : انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون . اتانی جبریل فقال : انّ امعک [مفتنۃ] بعدک بقلیل من الدھر غیر کثیر . قلت : ومن این ذاک ؟ قال : من قِبل قرّائھم ، تمنع الامراء النّاس حقوقھم فلا یُعطونھا ، وتتبع القرّاء اھواء الامراء .
قُلتُ :یا جبریل فبم یسلم من یسلم منھم ؟قال بالکفّ والصبر، ان اُعطوا الذی لھم اخذُوہُ ، وان مُنِعُوہُ ترَکُوہُ)) .

ترجمہ: حکیم ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ) نے "نوادرالاصول" میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا، کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ان کے چہرۂ انور پر غم کا اثر محسوس کیا آپ ﷺ نے اپنی داڑھی مبارک کو پکڑا اور فرمایا : اِنّا لِلّٰہ واِنّا اِلیہ رَاجِعُون ۔ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا بے شک آپ کے تھوڑا ہی عرصہ بعد آپ کی امت زیادہ دیر نہیں گذرے گی کہ فتنہ کا شکار ہو جائے گی میں نے پوچھا وہ کس طرح سے تو جبریل نے کہا اپنے قاریوں اور اہل اقتدار کی طرف سے۔ اُمراء

عوام کے حقوق ادا نہیں کریں گے اور قُراء حکمرانوں کی خواہشات میں ان کی پیروی کریں گے، میں نے پوچھا اے جبرئیل! ان میں سے محفوظ رہنے والا کیسے بچے گا؟ جبرئیل نے کہا صبر اور ضبط سے، (یعنی) اگر انہیں ان کا حق دیا جائے گا تو رکھ لیں گے اور اگر نہ ملے گا تو چھوڑ دیں گے"۔

۲۱۔ واخرج البیھقی عن سفیان الثوری قال :((انّ فی جھنم لجُباً تستعیذ منه جھنم کلّ یوم سبعین مرّة، اعدّهُ اللّٰهُ للقرّاء الزّائرین السُّلطان))

ترجمہ: امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت سفیان ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا انہوں نے فرمایا بے شک جہنم میں ایک گڑھا ہے جس سے جہنم ہر روز ستر بار پناہ مانگتی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہ سے ملنے جلنے والے قاریوں کے لیے تیار کیا ہے"۔

۲۲۔ وفی (طبقات الحنفیین) فی ترجمة ابی الحسن الصّیدلانی انّ السُّلطان ملک شاہ قال له : لِمَ لا تجیءُ الیّ ؟ قال:((اردتُ ان تکون من خیر الملوک حیث تزور العلماء، ولا اکون من شرّ العلماء حیث اَزُورُ الملوک)).

ترجمہ: "طبقات الحنفیین" میں حضرت ابوالحسن الصّید لانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے تعارف میں لکھا ہے کہ سلطان ملک شاہ نے ان سے پوچھا تم میرے پاس کیوں نہیں آتے ہو؟ انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم علماء کی زیارت کے ذریعے بہترین بادشاہ بن جاؤ اور میں بادشاہوں سے ملاقات کرکے بدترین عالم نہ بنوں۔

(۲۳) علامہ جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں، ہم نے عبداللہ بن مبارک (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے انہیں یہ خبر پہنچی کہ علامہ ابن عُلیّہ دربارشاہی سے وابستہ ہوگئے ہیں تو ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف یہ اشعار لکھ کر بھجوائے۔

یا جَاعِلَ العِلمِ لَهُ بَازِیًا یَصطَادُ اموالَ [السَّلاطِین]☆

ترجمہ:''اے علم کو باز بنا کر حکمرانوں کا مال شکار کرنے والے''۔

احتلت للدّنیا و لذّاتِها بِحِیلةٍ تَذهَبُ بالدّین

ترجمہ:''تو نے دنیا اور اس کی لذتوں تک پہنچنے کے لیے وہ حیلہ اپنایا ہے جس سے تیرا دین بھی جاتا رہے گا''۔

أینَ رِوَایَاتُکَ فِیما مَضَی عن ابن عون و ابن سیرین

ترجمہ: ''امام ابن عون اور ابن سیرین (رحمہما اللہ) سے مروی تیری روایات کہاں ہیں''۔

[أین روایاتک فیما مضی لِعَرکِ أبواب السّلاطین]

ترجمہ:''اور تیری روایت کردہ وہ حدیثیں کہاں گئیں جن میں حکمرانوں کے دروازوں کو چھوڑ دینے کا حکم آیا ہے''۔

اور اس موضوع پر احادیث و آثار اور علماء کے اتنے اقوال موجود ہیں جو بے شمار ہیں اور میں نے اس موضوع پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے،(ماروا ہٗ الاساطین فی عدم المجیئ الی السلاطین) یہاں اتنا ہی کافی ہے،اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

تمت بحمد اللہ تعالیٰ

☆☆☆☆

☆علامہ حافظ ابن عبدالبر نے (جامع بیان العلم:۲/۶۳۷: رقم:۱۰۹۸:طبع: دار ابن جوزی القاہرہ،مصر) میں پہلے شعر میں سلاطین کی جگہ ''مساکین'' لکھا ہے۔(۱۲مجدّدی)

تخریج احادیث

رسالہ سلطانیہ

حدیث نمبر۱: ابوداؤد، رقم:۵۸۵۹۔ ترمذی، کتاب الفتن، رقم:۲۲۵۶۔
النسائی، (الصید) رقم:۴۲۳۵، ۴۳۰۹۔ بیہقی شعب الایمان، رقم:۹۴۰۲۔
مسند احمد: ۱/ ۳۵۷۔ صحیح الجامع، رقم:۶۲۹۶۔

حدیث نمبر۲: مسند احمد: ۲/ ۳۷۱۔ ابوداؤد، رقم:۲۸۶۰۔ السنن الکبریٰ بیہقی ۱۰/ ۱۰۱۔
شعب الایمان، رقم:۹۴۰۴۔ السلسة الصحیحه، رقم:۱۲۷۲۔
صحیح الجامع، رقم:۶۱۲۴۔

حدیث نمبر۳: ابن ماجہ، رقم:۲۵۶

حدیث نمبر۴: الجامع الصغیر ۱/ ۸۶ ۔ التیسیر ۱/ ۳۰۶، ۳۰۵۔ والضعیف الجامع
۱۳۵۷۔

حدیث نمبر۵: فردوس الاخبار، رقم:۱۰۷۷۔ الجامع الصغیر ۱/ ۲۶۔ فیض القدیر
للمناوی، ۱/ ۴۳۶۔ ضعیف الجامع، رقم:۵۰۰۔

حدیث نمبر۶: سنن ابن ماجہ، ج ۱، رقم:۲۵۵۔

حدیث نمبر۷: مجمع الزوائد للہیثمی، ۶/ ۳/ ۱۷، معجم الاوسط، الترغیب والترھیب
۳/ ۱۹۶۔

حدیث نمبر۸ : شعب الایمان للبیہقی، رقم:۹۴۰۵۔ مجمع الزوائد ۵/ ۲۴۹۔

حدیث نمبر۹: مسند الدارمی، رقم:۳۷۹۔ صحیح الجامع، رقم:۶۳۸۲۔

حدیث نمبر۱۰ جامع بیان العلم وفضلہ، رقم:۱۱۱۳۔

حدیث نمبر۱۱: علامہ سخاوی نے المقاصد الحسنہ، رقم: ۷۴۶ میں اس روایت کو علامہ عسکری کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس کی تضعیف کی ہے ایسے ہی زرقانی نے (المختصر) رقم: (۶۹۳) میں اور شیخ البانی نے (ضعیف الجامع رقم: ۴۰۳۲) میں کہا ہے۔

حدیث نمبر۱۲: حلیۃ الاولیاء ۱۹۴/۳ اور (سیر اعلام النبلاء)

حدیث نمبر۱۳: المقاصد الحسنہ ج، رقم: ۲۸۳۔ ضعیف الجامع، ۵۱۹۳۔

حدیث نمبر۱۴: مسند الفردوس، رقم: ۵۶۶۔ المقاصد الحسنہ، ص ۶۹۸۔

حدیث نمبر۱۵: معروف کتب حدیث میں اس کا حوالہ نہیں مل سکا۔

حدیث نمبر۱۶: شعب الایمان ۹۴۲۹۔

حدیث نمبر۱۷: شعب الایمان ۹۴۱۷۔

حدیث نمبر۱۸: شعب الایمان ۹۴۱۹۔

حدیث نمبر۱۹: شعب الایمان، رقم ۹۴۱۸۔ مسند ابن الجعد، رقم: ۱۸۲۱۔

حدیث نمبر۲۰: الاساطین، ص ۴۷۔ مولف نے اسے حکیم ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے جس کا حوالہ وہاں نہیں ملا۔

حدیث نمبر۲۱: جامع بیان العلم وفضلہ، رقم: ۱۰۹۷۔

حدیث نمبر۲۲: الجواهر المضيئة، ۱/۳۵۷. الأعلام للزركلي، ۴/۲۷۳.

حدیث نمبر۲۳: تاریخ بغداد، ۲۳۶/۶۔ السیر، ۱۱۰/۹، ۴۱۱/۸۔

منقبت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سراپا عشق و ایقاں ہیں جلال الدین سیوطی
دلیلِ راہ ایماں ہیں جلال الدین سیوطی
عطائے ذات رحماں ہیں جلال الدین سیوطی
نبی کا ہم پہ احساں ہیں جلال الدین سیوطی
مسیحِ اہلِ عرفاں ہیں جلال الدین سیوطی
کلیمِ طور قرآں ہیں جلال الدین سیوطی
حدیثِ مصطفیٰ کے نور نے چمکا دیا ان کو
شعاعِ مہر فاراں ہیں جلال الدین سیوطی
شرف حاصل رہا ان کو شہ دیں کی حضوری کا
گلِ باغ کریماں ہیں جلال الدین سیوطی
کریں گے علم والے بھی شفاعت اہل عصیاں کی
شفیعِ اہل عصیاں ہیں جلال الدین سیوطی
ہیں ان کے مقتدی شعرانی وغزی وشامی سے
امام اہلِ دوراں ہیں جلال الدین سیوطی
مری اسناد میں شہزاد ان کا نام نامی ہے
کہ میرے پیر پیراں ہیں جلال الدین سیوطی

نگارش ــــــــــــــــــــ علامہ محمد شہزاد مجددی

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البيّنة:٣)

سلسلۂ رسائلِ سیوطی: 1

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے علمی و تحقیقی نوادرات
پر مشتمل سات بصیرت افروز رسائل کا مجموعہ

مجموعۃ
رسائلِ سیوطی

ترجمہ، تحقیق، تخریج
علامہ محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص لاہور

گزارش

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ آسمان علم وحکمت کا ایسا نیّر تاباں ہے جس کی نور بار شعاعوں سے جہان معرفت وحکمت جگمگا رہا ہے۔ آپ کے قلب مصفّا اور نفس زکیہ سے پھوٹنے والے علوم وفنون کے سوتے جب رشحاتِ قلم بن کر صفحۂ قرطاس پر بکھرتے ہیں تو کبھی علم تفسیر کے گہر ہائے آب دار ''الدر المنثور'' دکھائی دیتے ہیں تو کبھی علم وحکمت کے یہی موتی ''اسباب النزول'' کے نگینوں میں ڈھلتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی فکرِ رسا جب علم القرآن کے افلاک کی جانب محوِ پرواز ہوتی ہے تو ''الاتقان فی علوم القرآن'' سے ''معترک الاقران'' تک جاتی ہے۔

اسی عالم محویت وحضوری میں امام سیوطی جب مدینۂ علم الحدیث میں پہنچتے ہیں تو عشق وعرفان کے مفاہیم کو نت نئے آفاق دکھاتے جاتے ہیں۔ ''الجامع الصغیر'' کے مدارج طے کرتے ہوئے ''الجامع الکبیر'' کی منزلوں پر فائز ہوتے ہیں۔ اسی دوران ''تدریب الراوی'' اور ''صحاح ستہ کی شروح'' کے چشموں سے تشنگانِ علوم کی پیاس بجھاتے چلے جاتے ہیں۔ الغرض ''اللآلی المصنوعہ'' سے لے کر ''الدرر المنتشرہ'' تک علم وفن کے موتی رولتے چلے جاتے ہیں۔ آخر ان کا مدّاح ان کے کمالات علمی وفقہی کی داد دیتا ہوا ''الحاوی للفتاوی'' میں شامل مختصر رسائل کے مندرجات ومشتملات پر نگاہیں جمائے بحرِ حیرت میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ علم تصوف و طریقت اور ادبیات عربی کے حوالے سے بھی وہ اصول ونحو اور بیان وبدیع کے میدان میں درجۂ امامت پر متمکن نظر آتے ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ اہل حضوری محدثین اور صاحب نسبت شاذلی صوفیہ میں سے ہیں اپنے جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے انہوں نے منظوم نذرانہ ہائے نعت بھی ممدوح کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ الغرض مختلف علوم وفنون پر مبنی پانچ سو سے زائد تصانیف و تالیفات کا ذخیرہ حضرت خاتمۃ الحفاظ نے اپنے علمی ورثہ کے طور پر امت مسلمہ کے علماء کے لئے چھوڑا ہے۔ جس میں سے چند نوادرات پیش نظر ''مجموعۂ رسائل'' میں شامل ہو کر ہفت رنگ ارمغان علمی کا پیکر لئے اہل علم کے سامنے جلوہ گر ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین

(ناشر)